بسم اللہ الرحمن الرحیم

Regd. No. P/GDP- 23

Phone No 35.

12/.

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

شبیہ مبارک سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

آپؑ نے بحکمِ الٰہی ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو جماعتِ احمدیہ کی بنیاد رکھی اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ ۱۲۴ ممالک میں بڑی عزت و وقار کے ساتھ قائم ہو چکی ہے اور شاہراہِ غلبۂ اسلام پر بڑی سرعت کے ساتھ رواں دواں ہے —— (ایڈیٹر)

خصوصی اشاعت

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان

مسیح موعود نمبر

ادارۂ تحریر

ایڈیٹر:- عبدالحق فضل

نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

اداریہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

سچّائی کی فتح

شہزادۂ امن

حضرت مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام کو ۱۸۸۸ء کی پہلی سہ ماہی میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے اِن الفاظ میں بیعت لینے کا ارشاد ہُوا "اِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ وَ اصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَ وَحْیِنَا۔ اَلَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ۔ (اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء) یعنی جب تُو عزم کرے تو اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کر اور ہمارے سامنے اور ہماری وحی کے تحت (نظامِ جماعت) کی کشتی تیار کر۔ جو لوگ تیرے ہاتھ پر بیعت کریں گے اللہ تعالےٰ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہوگا"۔

۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو یہ پُرعظمت اہمیت حاصل ہے کہ اسی روز حضور علیہ السلام نے تکمیل تبلیغ کا اشتہار شائع فرمایا۔ جس میں بیعت کی وہ دس شرائط تجویز فرمائیں جو جماعتِ احمدیہ میں داخلہ کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور اسی روز حضرت مصلح موعودؓ تولّد ہوئے۔ گویا حضرت مصلح موعودؓ اور جماعت کی پیدائش توام ہوئی ہے

اُس کی تجلیوں کا ہے تُو پیکرِ جمیل

۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء

وہ مبارک دِن ہے جس میں حضور علیہ السلام نے بحکمِ الٰہی لدھیانہ میں پہلی بیعت لے کر جماعتِ احمدیہ کی بُنیاد رکھی اور ۱۸۹۰ء میں حضور علیہ السلام کی تصنیفِ لطیف "فتحِ اسلام" طبع ہو کر منظرِ عام پر آئی جس میں اِس الٰہی کارخانہ کی پانچ بُنیادی شاخیں بیان فرمائیں۔ جس پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کا نظامِ عمل بپرا ہے۔ وہ شاخیں یہ ہیں :۔

اوّل :۔ رُوح القدس کی تائید سے حقائق و معارف بیان کرنے کے لئے سلسلۂ تالیف و تصنیف۔

دُوم :۔ بحکمِ الٰہی تعارفِ سلسلہ اور اتمامِ حُجت کے لئے اشتہارات جاری کرنے کا سلسلہ۔

سوم :۔ واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور آسمانی کارخانہ کی خبر پاکر ملاقات کے لئے آنے والوں کی مہمان نوازی کا انتظام و انصرام۔

چہارم :۔ حق کے طالبوں اور مخالفین کے ساتھ ارتباطِ مراسلت و خط و کتابت۔

پنجم :۔ سلسلۂ بیعت میں داخل ہو کر نظامِ سلسلہ کی کشتی میں سوار ہونے والے خوش قسمت افراد کا سلسلہ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ :۔

"خداوند خدا نے مجھے بشارت دی کہ مَیں تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اُٹھاؤں گا۔ مگر تیرے سچے متبعین اور محبّین قیامت کے دن تک رہیں گے اور ہمیشہ مُنکرین پر انہیں غلبہ رہے گا"۔

الٰہی کارخانہ کی پانچ شاخوں کا یہ نہایت مختصر تعارف ہے۔ تفصیل اصل کتاب (فتح اسلام ص۲۵) میں ملاحظہ فرمائی جائے ؎

تجھ کو مِلا ہے اشرف المخلوق کا خطاب
بہرِ خدا خطاب کا اُونچا وقار کر

سچّائی کی فتح

اِس پُرمعارف تصنیف میں حضور علیہ السلام پیشگوئی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خُدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا"۔۔۔ یہ انسان کی بات نہیں خدا تعالیٰ کا الہام اور ربِّ جلیل کا کلام ہے۔ اور مَیں یقین رکھتا ہُوں کہ ان حملوں کے دِن نزدیک ہیں۔ مگر یہ حملے تیغ و تبر سے نہیں ہوں گے اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑے گی بلکہ رُوحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اُترے گی اور یہودیوں سے سخت لڑائی ہوگی وہ کون ہیں؟ اِس زمانہ کے ظاہر پرست لوگ جنہوں نے بالاتفاق یہودیوں کے قدم پر قدم رکھا ہے۔ ان سب کو آسمانی سَیف اللہ دو ٹکڑے کرے گی۔ اور یہودیت کی خصلت مٹادی جائے گی۔ اور ہر ایک حق پوش دجّالی دُنیا پرست یک چشم جو دین کی آنکھ نہیں رکھتا حُجتِ قاطعہ کی تلوار سے قتل کیا جائے گا۔ اور سچّائی کی فتح ہوگی اور اِسلام کے لئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دِن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پُورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اُسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خُون نہ ہو جائیں۔ اور ہم سارے آراموں کو اُس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں۔ اور اعزازِ اسلام کے لئے ساری ذِلتیں قبول نہ کریں۔ اِسلام کا زِندہ ہونا ہم سے ایک فِدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی مَوت ہے جس پر اِسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے"۔ (فتح اسلام ص۱۱)

بڑی بڑی گُرزیں

فرمایا :۔ "حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے اور اِسی فطرتی مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا تا صلیبی اِعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔ سو مَیں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہُوں۔ مَیں آسمان سے اُترا ہُوں اُن پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے۔ جن کو میرا خُدا جو میرے ساتھ ہے میرے کام کے پُورا کرنے کے لئے ہر ایک مُستعد دِل میں داخل کرے گا۔ بلکہ کر رہا ہے۔ اگر مَیں چُپ بھی رہوں اور میری قلم لکھنے سے رُکی بھی رہے تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اُترے ہیں، اپنا کام بند نہیں کر سکتے اور اُن کے ہاتھ میں بڑی بڑی گُرزیں ہیں جو صلیب توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کچلنے کے لئے دیئے گئے ہیں"۔

(فتح اسلام حاشیہ ص۱۱)

آج وہ لوگ جو مذہب اور دھرم کے نام پر نفرت اور تشدّد کی راہ اختیار کرنا دھرم کی خدمت سمجھتے ہیں اُنہیں تاریخ احمدیت سے سبق سیکھنا چاہیئے جو پُرامن پانچ شاخوں پر عمل پیرا ہو کر جن میں نفرت و تشدّد کا شائبہ تک نہیں، دُنیا کے ۱۲۴ ممالک میں بڑی عزّت و وقار کے ساتھ پھیل چکی ہے۔ پس دھرم کے نام پر نفرت و تشدّد اختیار کرنے والے فرقے اپنے ہی مذہب کے قاتل اور دُنیا میں بدامنی پھیلانے کے ذمّہ دار ہیں۔ بالخصوص ملک و قوم کی اکثریت کو زیادہ فراخدلی اور جذبۂ ہمدردی سے کام لے کر ملک و قوم کو تباہی سے بچانے کی کوشش کرنا چاہیئے ؎

بن کے فانوس رہو بن کے جہاں میں عنبر
نور تقسیم کرو قلبِ فروزاں لے کر

(عبدالحق فضل)

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرّابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدُ لِلّٰہ۔

احبابِ کرام حضور انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دُعائیں جاری رکھیں۔

ہفت روزہ بدر قادیان

مسیح موعودؑ نمبر

بابت

۴ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ
۲۱ امان ۱۳۷۰ ہش
۲۱ مارچ ۱۹۹۱ء

جلد : ۴۰ | شمارہ : ۱۲

شرحِ چندہ

سالانہ ــــ ۷۵ روپے
ششماہی ــــ ۵۰-۳۷ روپے
ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک } ۲۵۰ روپے
فی پرچہ ــــ ایک روپیہ ۵۰ پیسے
خاص نمبر ــــ چار روپے

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

:۔ (پروپرائیٹر) :۔
نگران بورڈ بدر قادیان

خطبہ جمعۃ المبارک

یہ کیسی مظلوم سرزمین ہے جہاں ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں اس سے پہلے بھی تین دفعہ

انسانی لاشوں اور ہڈیوں اور کھوپڑیوں کے مینار تعمیر کئے گئے ہیں تاکہ کسی جابر کے سامنے دنیا کو سر تسلیم خم کرنے پر مجبور کر دیا جائے

پس آج جو کچھ عراق میں ہو رہا ہے یہ انہیں باتوں کا اعادہ ہے میں نہیں جانتا کہ آئندہ کیا ہو گا۔

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۲ر تبلیغ (فروری) ۱۳۷۰ ہش / ۱۹۹۱ء بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد جاوید صاحب مبلغ سلسلہ یو کے لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین کر رہا ہے ——— (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

میں نے گزشتہ خطبہ میں ذکر کیا تھا کہ میں آئندہ انشاء اللہ دنیا کو مختلف پہلوؤں سے بعض مشورے دوں گا جن کا آغاز امریکہ سے ہو گا۔

امریکہ کو سب سے پہلا مشورہ

تو میں یہ دیتا ہوں کہ وہ بیرونی نظر سے بھی اپنے آپ کو دیکھنے کی کوشش کرے۔ صدر بش اس وقت جس قسم کے ماحول میں گھرے ہوئے ہیں اور جیسی تعریفیں اپنے اقدامات کی سن رہے ہیں اُن کو ذہنی طور پر نفسیاتی لحاظ سے یہ ہوش ہی نہیں ہے کہ وہ اپنے اقدامات اور اپنی پالیسیوں کا بیرونی نظر سے بھی جائزہ لے کر دیکھیں کہ دنیا میں اُن کی کیا تصویر بن رہی ہے۔

جہاں تک امریکہ کا اپنا خیال ہے، صدر بش کا اپنا خیال ہے وہ سمجھتے ہیں کہ میں نے اب سب دنیا کو اپنی ایڑی کے پیچھے لگا لیا ہے اور اس سے وہ شکاریوں کا محاورہ HEEL کرنا یاد آ جاتا ہے۔ جب بندوق سے شکاری کتوں کی مدد سے شکار کو نکلتے ہیں تو کتے کو ایڑی کے پیچھے لگانے کو HEEL کرنا کہتے ہیں۔ تو وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے انگلستان کو بھی HEEL کر لیا۔ دوسرے اتحادیوں کو بھی HEEL کر لیا اور جس شکار پر نکلے ہیں ان HEEL ہوئے ہوئے ساتھیوں کے بعد اور بھی کچھ جانور ہیں جو اس شوق میں اور اس امید پر ہمارے پیچھے لگے ہوئے ہیں کہ جب شکار ہو گا تو بچا کھچا ہمیں بھی ملے گا۔ یہ صدر بش کا تصور ہے اُن تمام اقدامات سے متعلق جو اب تک کویت کے نام پر عراق اور مسلمان دنیا کے خلاف کئے جا چکے ہیں لیکن ایک اور پہلو سے دیکھیں تو یہ بھی کہا جا سکتا ہے اور یقیناً یہ کہنا زیادہ درست ہے کہ صدر بش سے زیادہ یا

امریکہ سے زیادہ اسرائیل کو یہ حق ہے

کہ یہ کہے کہ ہم نے سب دنیا کو HEEL کر لیا ہے اور امریکہ بھی ہمارے پیچھے اسی طرح چل رہا ہے جس طرح شکاری کے ساتھ کتے اس کی ایڑی کے پیچھے چلتے ہیں اور یہ تصویر زیادہ درست ہے اور دنیا اسی نظر سے ان سارے حالات کا جائزہ لے رہی ہے۔

زاویہ نظر بدلنے سے چیز مختلف دکھائی دینے لگتی ہے ایک زاویہ امریکہ کا ہے، ایک دوسرا زاویہ ہے میں اس کی چند مثالیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ امریکہ اور روس کے اتحادیوں کا خیال یہ ہے کہ اسرائیل اُن کے تیل کے اور دیگر مفادات کا محافظ ہے، اس لئے ہر قیمت پر ہمیں اسرائیل کو راضی رکھنا چاہیئے خواہ اس کے نتیجے میں ساری دنیا ناراض ہو۔ اس کے برعکس اسرائیل کا بھی ایک نظریہ ہے اور وہ نظریہ یہ ہے کہ اگر تمام ایشیاء کی رائے عامہ ہمارے مخالف ہو جائے تو اس کے باوجود ہمیں ایک مغربی ملک کا ساتھ زیادہ پسند ہو گا۔ پس امریکہ یہ سمجھ رہا ہے اور امریکہ کے اتحادی بھی کہ ان کو اسرائیل کی ضرورت ہے۔ واقعتہً اسرائیل کے نقطۂ نگاہ سے اسرائیل کو مغرب کی ضرورت ہے۔ یہ کھیل کیوں اس طرح جاری ہے؟ کس مقام تک، کس انتہا تک پہنچے گا؟ اس سلسلے میں میں آپ کے سامنے بعض باتیں پیش کروں گا۔

جہاں تک تیل کے مفادات کا تعلق ہے، امر واقعہ یہ ہے کہ جس طرح گہری نظر سے اسرائیل کے مزاج کے مطالعہ کا حق ہے یہ لوگ اس میں ناکام رہے ہیں۔ اسرائیل کا مزاج ایسا ہے کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ تیل کے اتنا قریب رہتے ہوئے وہ بالآخر تیل پر حملے کی کوشش نہ کرے۔ تیل کا محافظ اسرائیل کو بنانا ویسا ہی ہے جیسے پنجابی میں کہا جاتا ہے کہ ـــ دودھ دا راکھا بلاتے چھولیاں دا راکھا بکرا ـــ سادہ سی مثال ہے مگر اس میں بہت گہری حکمت ہے۔ اگر چنوں کو بکروں کے سپرد کر دیا جائے کہ ان کی حفاظت کریں یا دودھ کو بلوں کے سپرد کر دیا جائے تو اس سے بڑی حماقت نہیں ہو سکتی۔ پس جن مفادات کی حفاظت اسرائیل کے سپرد کی جا رہی ہے اُن مفادات کو سب سے زیادہ خطرہ اسرائیل سے ہے۔ اور آخر بات وہیں تک پہنچے گی اگر اس وقت دنیا نے ہوش نہ کی۔ لیکن ان امور کا بھی بعد میں نسبتاً تفصیل سے ذکر کروں گا۔

اسرائیل ایک اور بات اپنے مغربی اتحادیوں، خصوصاً امریکہ کے کان میں یہ پھونک رہا ہے کہ اس علاقے میں امن کے قیام کا صرف ایک ذریعہ ہے، ایک حل ہے اور وہ یہ ہے کہ یہاں ناصروں اور صداموں کی پیداوار کو ختم کر دیا جائے۔ جب تک اس علاقے میں ناصر پیدا ہوتے رہیں گے اور صدام پیدا ہوتے رہیں گے کبھی اس علاقے کو امن نصیب نہیں ہو سکتا۔ اس پیغام کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ عرب کے زندہ رہنے کی اور آزادی کی روح کو کچل دیا جائے اور فلسطین کی حمایت کے تصور کو کچل دیا جائے اور یہ وہ نظریہ ہے جس کو مغرب عملاً تسلیم کر چکا ہے اور یہ نہیں دیکھتا کہ حقیقت میں یہ مظالم ناصروں اور صداموں کی پیداوار نہیں بلکہ وہ مظالم کی پیداوار ہیں۔ ایک ناصر کو مٹانے کے

سے لئے جو مظالم انہوں نے مصر پر اور دیگر مسلمان ممالک پر کئے تھے آج صدام اُن کی پیداوار ہے اور نفرت کے نتیجے میں ہمیشہ نفرت اُگتی ہے اور کبھی نیم کے درخت کو میٹھے پھل نہیں لگا کرتے۔ پس بالکل اُلٹ قصہ ہے۔ جبتک آپ عربوں سے ناانصافی کرتے رہیں گے۔ عربوں پر مظالم توڑتے رہیں گے ایک کے بعد دوسرا نامراد۔

ایک کے بعد دوسرا صدام پیدا ہوتا رہے گا

اور یہ تقدیر الٰہی ہے جس کا رُخ آپ نہیں بدل سکتے۔ آپ نے عراق پر اب تک جو بمباری کی ہے وہ اتنی ہولناک اور اتنی خوفناک ہے کہ جنگ عظیم کی بمباریاں اُس کے مقابل پر کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ جنگ عظیم میں ۶ سالوں میں تمام دنیا میں جتنے بم برسائے گئے وہ ۲۷ لاکھ ٹن تھے اور صرف عراق پر ایک مہینے سے کچھ زائد، پانچ ہفتوں میں جتنے بم گرائے گئے ہیں وہ ۱/۲ ۱ لاکھ ٹن ہیں۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ کتنی شدت کے ساتھ یہاں مظالم کی بوچھاڑ کی جارہی ہے۔ انسانی فطرت کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ یہ بم صدامیت کو مٹا نہیں رہے بلکہ لاکھوں نوجوانوں کے دل میں خواہ وہ عرب ہوں یا غیر عرب مسلمان ہوں مزید صدام پیدا کرنے کی تمنا پیدا کر رہے ہیں۔ بہت سی ایسی نوجوان نسلیں ہیں جو آج ان حالات کو دیکھ رہی ہیں اور ان کے ردّ عمل میں اُن کے دل فیصلہ کر چکے ہیں کہ ہم نے کل کیا کرنا ہے۔ پس بموں کی بوچھاڑ سے یہ اگر میٹھے پھلوں کی توقع رکھیں تو اُس سے بڑی جہالت ہو نہیں سکتی۔ نفرتیں ہمیشہ نفرتوں کو پیدا کرتی ہیں۔

نفرت کی وجہ کیا ہے؟ جب تک وہاں نہیں پہنچیں گے۔ کون سی نفرتیں ہیں جنہوں نے ناصر اور صدام پیدا کئے جب تک ان کا کھوج نہیں لگائیں گے اور اُن کی بیخ کنی کی کوشش نہیں کریں گے اس علاقے کو امن نصیب نہیں ہو سکتا۔

جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے اور حقائق اس بات کے گواہ ہیں، دراصل اسرائیل کا قیام ہی تمام نفرتوں کا آغاز ہے، تمام نفرتوں کی جڑ ہے اور اسرائیل کے قیام کے تصور میں جنگیں شامل ہیں اور یہ بات جو میں کہہ رہا ہوں یہ اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ DAVID BEN-GURION جو اسرائیل کے بانی مبانی ہے ان کا یہ دعویٰ ہے۔ میں اُس کا اقتباس پڑھ کر سناتا ہوں۔ MAKING OF ISRAEL میں صفحہ ۵۵ پر JAMES CAMERON لکھتے ہیں:۔

"FOR BEN-GURION THE WORD 'STATE' HAD NOW NO MEANING OTHER THAN AN INSTRUMENT OF WAR"

اسرائیل کے حصول کے بعد BEN-GURION کے تصور میں اب ریاست کے کوئی اور معنی نہیں رہے سوائے جنگ کے "I can think of no other meaning now, he said" یعنی BEN-GURION نے کہا۔

"I FEEL. THAT THE WISDOM OF ISRAEL NOW IS THAT TO WAGE WAR, THAT AND NOTHINGELSE, THAT AND ONLY THAT"

میں یقین رکھتا ہوں کہ اب اسرائیل کی حکمت اور اس کی عقل کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ جنگیں کرے اور اُس کے سوا اور کوئی خلاصہ نہیں۔ جنگ اور جنگ اور جنگ۔

اس عبارت کو پڑھ کر مجھے COLERIDGE کی دو سطریں یاد آگئیں جو اُس نے اپنی مشہور نظم KUBLA KHAN میں KUBLA KHAN کے متعلق لکھیں۔ KUBLA KHAN کا ذکر کرتے ہوئے وہ لکھتا ہے

AND 'MID THIS TUMULT KUBLA HEARD FROM FAR
ANCESTRAL VOICES PROPHESYING WAR!

اس غلغلے میں، اس شور اور ہنگامے میں KUBLA نے دُور سے آتی ہوئی اپنے آباؤ اجداد کی آواز سنی جو جنگ کی پیشگوئی کر رہی تھی KUBLA نے وہ آواز سنی یا نہیں سنی لیکن DAVID BEN-GURION نے یقیناً ZION HILL سے بلند ہوتی ہوئی یہ آواز سنی ہے کہ اسرائیل! آج کے بعد تمہارے قیام کا مقصد صرف ایک ہے اور صرف ایک ہے اور صرف ایک ہے کہ جنگیں کرتے چلے جاؤ اور تمام دنیا کو جنگ میں جھونکتے چلے جاؤ۔ اس کے بغیر اسرائیل کا اور کوئی مفہوم نہیں ہے۔ پس اس اسرائیل کی تائید میں امریکہ اور اُس کے اتحادی اپنے آپ کو خواہ کسی دھوکے میں مبتلا رکھیں اس اسرائیل کی تائید کے بعد کسی امن کا تصور ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ اسرائیل کی سرشت میں داخل ہے اُن کی تعریف میں داخل ہے کہ اب ساری دنیا کو ہمیشہ جنگوں میں جھونکنا ہے اور کیوں جھونکنا ہے؟ اس سلسلہ میں میں آخر پر اس راز سے پردہ اُٹھاؤں گا اگرچہ یہ کوئی خاص بڑا راز بھی نہیں۔

اسرائیل کی جنگی تیاریوں کا جہاں تک تعلق ہے، اب تک دُنیا کو یہ بتانے کی کوشش کرتے رہے ہیں کہ عراق دنیا کے لئے اتنا بڑا خطرہ ہے کہ وہ ہٹلر ہے، وہ NAHTSIISM کی ایک نئی نمود ہے نئی شکل میں NAHTSIISM ظاہر ہوا ہے حالانکہ عراق کا یہ حال ہے کہ خود ایک مغربی مبصر نے لکھا کہ اس کو تم ہٹلر کہہ رہے ہو جو آٹھ سال تک ایران جیسے ملک پر قبضہ نہیں کر سکا اور ہٹلر نے آناً فاناً سارے یورپ میں تہلکہ مچا دیا تھا۔ اس سے تمہاری روحیں کانپتی تھیں۔ وہ برلن سے اٹھا ہے اور لینن گراڈ کے دروازے کھٹکھٹا رہا تھا اور ادھر اس کے راکٹ تمہارے لنڈن شہر پر برس رہے تھے اور تم کس منہ سے صدام کو ہٹلر کہہ رہے ہو جس کے اوپر تمہارے راکٹ برس رہے ہیں۔ کیا عجیب تصور ہے۔ ایک سکڈ میزائل بھی نہیں بنا سکتا۔ گن رہے ہیں کہ کتنی باقی رہ گئی ہیں اور جو پیوند اُس پر لگایا تھا تاکہ اُس کی RANGE بڑھ جائے وہ ایسا بیہودہ سا بنا ہوا ہے بیچارہ، جس طرح ہمارے لوہارے ترکھانوں کے کام ہوتے ہیں کہ اس پر یہ گرے ہوئے پر مذاق اڑا رہے تھے کہ یہ تو حال ہے عراق کا، ہم سے جنگ کی باتیں کرتا ہے SCUD MISSILE میں صحیح طریق پر ایک تھوڑے سے ٹکڑے کا اضافہ بھی نہیں کر سکتا۔ یہ ہٹلر ہے اور اسرائیل کے ایک جرنیل نے یہ دعویٰ کیا بلکہ یہ لکھتا ہے کئی جرنیل یہ دعوے کر چکے ہیں۔

"ISRAEL GENERALS HAVE OFTEN BOASTED THAT THEY COULD TAKE ON ALL THE ARAB ARMIES AT THE SAME TIME AND STILL DESTROY THEM, AND THE CHIEF OF STAFF HAS EVEN CLAIMED THAT HE COULD DEFEAT THE ARMED FORCES OF THE SOVIET UNION." (DISPOSSESSED, THE ORDEAL OF THE PALESTINIANS, Page: 224 By David Gilmour)

DAVID GILMOUR اپنی اس کتاب میں لکھتا ہے کہ اسرائیلی جرنیل بارہا یہ دعوے کر چکے ہیں کہ اگر تمام عرب کی متحدہ قوت سے بھی ہم ٹکرائیں اور بیک وقت ٹکرائیں تو ہم ان تمام کو پارہ پارہ کر سکتے ہیں اور عرب متحدہ قوت کی کیا حیثیت ہے۔ اگر سوویت یونین بھی ہم سے ٹکرائے تو ہم میں یہ طاقت ہے کہ ہم سوویت یونین کو شکست دے دیں۔

پس ایک خیالی فرضی ہٹلر کو DESTROY کرنے کے لئے تباہ کرنے کے لئے ایک حقیقی ہٹلر کو یہ پال رہے ہیں۔ اور کیسے اندھے ہیں، کیسے بصیرت سے عاری لوگ۔ ہیں کہ ان کو یہ پتہ نہیں کہ ہٹلر کا یہ نام صدام کو اور فلسطینیوں کو خود اسرائیلیوں نے دیا ہوا ہے۔ ہٹلر کہہ کر یہ ہٹلر پال رہے ہیں۔ ابھی آئندہ اگر یہ سمجھے نہیں، تو انکی آنے والی تاریخ بتائے گی کہ اسرائیل کے کیا ارادے ہیں اور ان کے ساتھ خود

اسرائیل کیا سلوک کرنے والا ہے۔

اس پس منظر میں جب مسلمان یہ دیکھتے ہیں کہ اسرائیل ظلم پر ظلم کرتا چلا جا رہا ہے اور اس کی حمایت پر حمایت ہوتی چلی جا رہی ہے تو وہ حیران رہ جاتے ہیں۔ ان کو سمجھ نہیں آتی کہ ہم سے ہو کیا رہا ہے۔ اسرائیل کی طرف بار بار مسلمانوں کے TERRORISM کے ذکر ہوتے ہیں اور ساری مغربی دنیا میں آپ کی آنکھیں یہ پڑھتے پڑھتے پک چکی ہوں گی کہ مسلمان TERRORIST اور مسلمان TERRORIST اور مسلمان TERR-ORIST اور مسلمان TERRORIST۔ فلسطینی TERRORIST اور فلاں TERRORIST۔ اسلام اور TERRORISM کو یک جان، ایک قالب بنا کر دکھایا گیا ہے۔ ایک ہی جان اور ایک ہی وجود کے دو نام ہیں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ

اسرائیل TERRORISM کا بانی مبانی ہے

اس سلسلے میں گذشتہ خطبے میں میں نے شاید چند مثالیں پیش کی تھیں۔ اب میں بہت مختصر آپ کو بتاتا ہوں کہ اسرائیل کی طرف سے TERRORISM کے جو خوفناک واقعات ہو چکے ہیں۔ ان پر آج تک عربوں کی تباہ شدہ بستیاں، دیر یاسین، یافہ، قبیہ، مغربی بیروت، صبرا اور شاتیلا کے کھنڈرات گواہ ہیں۔ ایسے ہولناک مظالم ان بستیوں پر کئے گئے کہ مردوں، عورتوں، بوڑھوں، بچوں کو دن دہاڑے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے ذبح کیا گیا اور بڑے ظلم اور سفاکی کے ساتھ نیزوں میں پرو دیا گیا۔ اور دوسرے طریقوں پر ہلاک کیا گیا اور ایک ذی روح وہاں زندہ نہیں چھوڑا گیا۔ ہزار ہا اگر نہیں تو سینکڑوں ایسی بستیاں ہیں جنہیں کلیۃً خاک سے ملا دیا گیا۔ کوئی ایک عمارت بھی کھڑی نہیں چھوڑی گئی۔ صرف ۱۹۴۸ء کے ایک سنہ کے دوران ڈھائی لاکھ فلسطینی بے گھر کئے گئے اور یہ سارے امور ایسے ہیں جن کے متعلق مغرب خاموش ہے اور آنکھیں بند کئے ہوئے ہے۔

پس عرب ہوں یا دوسرے مسلمان ہوں، وہ حیرت سے دیکھتے ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے، کیوں ایک طرف سے ظلموں کے انبار کھڑے کئے جا رہے ہیں، طوفان مچائے جا رہے ہیں اور مقابل پر کوئی شخص نہیں ہے۔ کوئی ایسا انسان نہیں ہے جو انصاف کے ساتھ اسرائیل کو مخاطب کر کے کہے کہ آج تم نے انسانی ظلموں کی تاریخ میں ایسے ابواب کا اضافہ کیا ہے جس سے انسانی ظلموں کی تاریخ کو شرم آتی ہے لیکن ان سب ظلموں سے چشم پوشی ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اس کی بہت سی مثالیں ساتھ ہیں لیکن وقت کی رعایت سے میں ان کو پڑھ نہیں سکتا۔ اگر موقعہ ہوا تو بعد میں چھپ جائیں گی۔

وحشت و بربریت کی تاریخ میں اسرائیل کی طرف سے جو سیاہ ترین باب ہے اُس کا اضافہ ۱۹۸۲ء میں ہوا۔ انہوں نے لبنان پر حملے کا ایک منصوبہ بنایا، جس کا نام رکھا تھا ــــ OPRATION PEACE FOR GALILEE یعنی گیلیلی کی بستی کے لئے امن کے تحفظ کا منصوبہ۔ اس ضمن میں DAVID GILMOUR اپنی کتاب DISPOSSESSED میں جو نقشہ کھینچتے ہیں، اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ اسرائیل نے گیلیلی سے متعلق جو یہ منصوبہ بنایا، امر واقعہ یہ ہے کہ یہ اس منصوبے کے لئے یہ بہانہ پیش کرتے ہیں کہ ہم نے اپنے تحفظ کے لئے لبنان کی طرف سے فلسطینیوں کے حملے کی روک تھام کی خاطر ان کے مسلسل حملوں سے تنگ آکر یہ منصوبہ بنایا۔ مصنف لکھتا ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ جولائی ۱۹۸۱ء میں فلسطینیوں کا اور اسرائیلیوں کا ایک امن کا معاہدہ ہوا GILMOUR لکھتا ہے کہ جولائی ۱۹۸۱ء سے لے کر مئی ۱۹۸۲ء تک جب اسرائیل نے لبنان پر حملہ کیا ہے اس وقت تک فلسطینیوں سے اس معاہدے کی ایک بھی خلاف ورزی نہیں ہوئی۔ اس تمام عرصہ میں کسی فلسطینی نے اسرائیل پر لبنان سے کوئی حملہ نہیں کیا۔[1] دوسرا وہ کہتا ہے کہ گیلیلی کو لبنان کی طرف سے کبھی بھی کوئی خطرہ درپیش نہیں ہوا۔[2] تیسرا وہ کہتا ہے کہ ۱۹۸۲ء سے بہت پہلے، اسرائیل کے حوالوں سے ثابت کرتا ہے کہ یہ منصوبہ تیار تھا۔[3] اس لئے بعد میں جو فرضی بہانے گھڑ رہے ہیں ان کی اس لحاظ سے بھی کوئی حقیقت نہیں کہ ان بہانوں کی جو تاریخیں ہیں ان سے بہت پہلے ثابت شدہ حقیقت ہے کہ یہ منصوبہ بن چکے تھے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ ۱۹۸۲ء میں جبکہ بیروت پر بمباری شروع کی گئی تو وہ بمباری اتنی خوفناک تھی کہ دن رات ان کی توپیں بیروت سے باہر مسلسل ان پر گولے برسا رہی تھیں اور سمندر سے ان کے جہاز جن پر بہت ہی خوفناک توپیں تھیں اُن توپوں سے اُن پر آگ برسا رہے تھے۔ دن رات مسلسل مکانوں پہ مکان منہدم ہوتے چلے جا رہے تھے اور لوگ مرتے چلے جا رہے تھے لیکن اور کوئی شخص نہیں تھا کوئی آواز نہیں تھی دنیا میں جو ان مظلوم فلسطینیوں کے حق میں اٹھتی ہو۔ مغرب بھی خاموش تھا۔ اور بد قسمتی کی انتہا یہ ہے کہ خود عرب بھی خاموش تھے اور اس وقت تک اسرائیل کا اس قدر رعب پیدا ہو چکا تھا اور اس کے TERROR سے اتنے خوف زدہ تھے کہ کسی عرب ملک نے اس کے خلاف آواز نہیں اٹھائی اور بمباری کے نتیجے میں چودہ ہزار آدمی وہاں مرے اور بیس ہزار سے زائد زخمی ہوئے اور لاتعداد انسان بے گھر ہو گئے۔[1]

یہ ۱۹۸۲ء کی اس بمباری کا خلاصہ بعض اخباروں نے شائع کیا ہے۔ آپ نے شاید سنا ہو گا کہ جنگ عظیم کے آخر پر جب جرمنوں نے انگلینڈ پر اور بیلجیم پر V-2 راکٹ چھوڑے تھے اور اس کے ذریعے بمباری کی تھی تو اس قدر کو اس جنگ کا سب سے زیادہ ہولناک اور دردناک دور بیان کیا جاتا ہے۔ انگلستان کی طرف سے بار بار مختلف وقتوں میں، مختلف رسالوں میں ٹیلی ویژن پر اور دوسرے پروپیگنڈے کے ذریعہ V-2 کی اس بمباری کے تذکرے چلتے رہتے ہیں اور اُسے بھولنے نہیں دیا جاتا لیکن آپ حیران ہوں گے کہ V-2 کی بمباری کے نتیجے میں سارے انگلستان اور سارے بیلجیم میں کل ۷½ ہزار اموات ہوئی تھیں اور صرف بیروت میں اس بمباری کے نتیجے میں چودہ ہزار اموات ہو چکی تھیں۔ یہ سارے TERROR کے واقعات ہیں جو کسی کھاتے میں شمار نہیں ہوتے اور کوئی مغربی طاقت ان کا نوٹس نہیں لیتی اور اسرائیل کے خلاف اس بارہ میں کوئی آواز بلند نہیں کرتی۔

جہاں تک اسرائیل کے وعدوں کا تعلق ہے، یہ کہا جاتا ہے کہ اگر تم اسرائیل سے صلح کر لو تو اسرائیل سے تمہیں کوئی خطرہ نہیں۔ یہ سب جھوٹ ہے اور اتنا بڑا جھوٹ ہے کہ اُس کی مثال دنیا میں دکھائی نہیں دیتی۔ میں اعداد و شمار سے یہ بات ثابت کرتا ہوں کہ اسرائیل کے وعدوں کا اتنا اعتبار بھی نہیں جتنا دنیا کے سارے جھوٹوں کے مل کر کئے ہوئے وعدوں کا اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ۱۹۶۷ء کی جو جنگ عربوں پر ٹھونسی گئی، یعنی وہ جارحانہ جنگ جس کے نتیجے میں عربوں کا ایک بہت وسیع علاقہ اسرائیل نے ہتھیا لیا اس جنگ سے پہلے اسرائیل نے یہ اعلان کیا تھا کہ ہم عربوں کی زمین کا ایک انچ قبضہ نہیں کریں گے

---

[1] DISPOSSESSED BY DAVID GILMOUR, PAGE- 222

[2] " " " " 220, 221, 225

[3] " " " " 223, 224

---

[1] DISPOSSESSED BY. DAVID GILMOUR, PAGE 223

بھی ارادہ نہیں رکھتی اور مغربی طاقتوں کو یقین دلا دیا تھا کہ ہماری نیت کوئی قبضہ کرنے کی نہیں ہے ہم تو صرف فلسطینیوں کو ذرا مزہ چکھا نے کے لئے ایسا کر رہے ہیں کہ اگر تم ہم پر حملوں سے باز نہ آئے اور تمہارے علاقے اسی طرح جرأت کرتے رہے تو ہم اس قسم کی سزا دیں گے۔ یہ مقصد ہے صرف۔ چنانچہ ——— LEVI ESHKOL ہیں جنہوں نے ۱۹۶۷ء کی جنگ سے پہلے اسرائیل کی طرف سے یہ اعلان کیا تھا۔ یہ پرائم منسٹر تھے۔ کہتے ہیں

ISRAEL, SAID THE PRIME MINISTER, HAD NO INTENTION OF ANNEXING 'EVEN ONE FOOT OF ARAB TERRITORY' [1]

ایک فٹ بھی ARAB TERRITORY کا ہم نہیں لینا چاہتے

یہ اسرائیل کے پرائم منسٹر کا اعلان تھا اس جنگ سے پہلے۔ آج تک جتنا رقبہ عربوں کا انہوں نے اپنے قبضہ میں کیا ہے اگر اس کو فٹوں میں بیان کریں تو وہ ۳ء۷ ٹریلین فٹ بنتے ہیں۔

بلینز کی باتیں تو آپ سن چکے ہیں۔ ایک ہزار ملین کا ایک بلین بنتا ہے، ایک ہزار بلینز کا ایک ٹریلین بنتا ہے تو ایک فٹ کے بدلے یہ ۳ء۷ ٹریلین یعنی ۳۷۰۰ ہزار بلین عرب FEET پر قابض ہو چکے ہیں۔ اس پر مجھے یاد آیا کہ ایک مغربی مصنف نے اسرائیل کی انتقامی کارروائیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ مجھے یہ بات تو سمجھ آجاتی ہے کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت، ان کی مذہبی تعلیم ہے ایک آنکھ کے بدلے ایک آنکھ تو سمجھ میں آنے والی بات ہے لیکن ایک آنکھ کے بدلے ۲۰ آنکھیں یا اس سے زیادہ کی سمجھ مجھے نہیں آتی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس مصنف نے اسرائیل کے ردعمل کے اعداد و شمار نہیں نکالے۔ اس وقت اسرائیل کا مذہب ایک کے بدلے ۲۰ آنکھیں نہیں۔ بلکہ ایک آنکھ کے بدلے ۲۰ ہزار یا ۲۰ لاکھ آنکھیں ہیں اور جہاں تک وعدوں کا تعلق ہے وہ منفی صورت میں ایک کے بدلے ٹریلینز کی اعداد و شمار میں وعدہ خلافی کی جاتی ہے یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں ہے

اگلی بات سنیے جب انہوں نے لبنان پر ۱۹۸۲ء میں حملہ کیا جس کا میں مختصر ذکر کر چکا ہوں تو اس حملے سے پہلے انہوں نے اسی طرح یہ اعلان کیا کہ ہم لبنان کی ایک انچ زمین بھی قبضے میں نہیں لینا چاہتے۔ اور جب لبنان پر قابض ہو کر انتہائی مظالم کر کے ایک لمبے عرصے تک۔ اور بعض ایسے مظالم کئے جن کا میں نے ذکر نہیں کیا آخر لبنان چھوڑا تو دریائے لیتانی (LITANI RIVER) کے جنوب کا وہ سارا حصہ قبضے میں کر لیا۔ جو شروع سے ہی اسرائیل کے منصوبے میں شامل تھا۔ اور اس رقبے کا انچوں میں رقبہ ۸ ٹریلین ۸۳۰ بلین مربع انچ بنتا ہے۔ تو جب وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک فٹ بھی نہیں لینا چاہتے۔ تو مراد ہوتی ہے ہم ۳ء۷ ٹریلین لینا چاہتے ہیں۔ اور جب وہ کہتے ہیں۔ ہم ایک انچ بھی نہیں لینا چاہتے۔ تو مراد اس سے ہوتی ہے کہ ۸ ٹریلین ۸۳۰ بلین مربع انچ زمین ہم لینا چاہتے ہیں۔ اس پر مجھے خیال آیا کہ ان کی تاریخ کا حساب نکال کر دیکھیں کہ جب تورات میں یہ تعلیم نازل ہوتی تھی کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت تو اس وقت سے اب تک کتنا وقت گزر چکا ہے۔

[1] DISPOSSESSED, BY DAVID GILMOUR, PAGE : 225

[2] " " " " 225

[3] " " " 220, 221, 225

سیکنڈز میں کر کے دیکھیں تو پھر اندازہ ہوگا ان کی نفسیات کا۔ کہ ہر سیکنڈ پہ اس انتقام کی کارروائی کے جذبے کتنا اضافہ کرتے چلے جا رہے ہیں تو میں دیکھ کر حیران رہ گیا کہ تورات کی تعلیم کے نزول سے لے کر آج تک تقریباً جو میں نے اندازہ لگایا ہے سالوں کو سیکنڈز میں تبدیل کر کے، ۶ ٹریلین ۲۴۴ بلین ۱۲۸ ملین سیکنڈ بنتے ہیں اب آپ اندازہ کریں کہ حضرت موسیٰؑ کے زمانے سے آج تک ۶ ٹریلین ۲۴۴ بلین اور ۱۲۸ ملین سیکنڈ کا عرصہ گذرا ہے اس عرصہ میں ان کی وعدہ خلافیوں کی نسبت کتنی بڑھ چکی ہے ایک سیکنڈ کی رفتار سے بھی کئی گنا زیادہ رفتار سے یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ اور اسی نسبت سے ان کی انتقام کی تمنائیں بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ لبنان کے اوپر ظلم و ستم کی جو بارش برسائی گئی اس کے متعلق صرف ایک اقتباس میں ایک مغربی مبصر کا آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں THEODORE ARCAND. وہاں اس وقت کینیڈین ایمبیسڈر تھے۔ انہوں نے اس بمباری پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ اس بمباری کو دیکھ کر ۱۹۴۴ء کی برلن کی بمباری یوں معلوم ہوتا تھا جیسا ایک TEA PARTY ہو رہی ہو۔ یعنی اگر بمباری یہ ہے تو برلن پر جو نہایت خوفناک بمباری ۱۹۴۴ء میں کی گئی تھی وہ اس کے مقابل پر ایک TEA PARTY کی حیثیت رکھتی تھی۔

بعض مبصرین نے بہت عمدہ تجزیہ کیا۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ محض عام کے قتل عام کا منصوبہ نہیں تھا بلکہ فلسطین کی خودی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کا منصوبہ تھا۔ اور خود DR. NAHUM GOLDMAN جو ZIONISM کے بانی مبانی ہیں۔ اور سالہا سال تک WORLD ZIONIST ORGANIZATION اور WORLD JEWISH CONGRESS کے صدر رہے ہیں، وہ یہ لکھتے ہیں کہ

THE APPARENT AIM IS TO LIQUIDATE THE PALESTINIAN-PEOPLE

جو بھی ہمارے منصوبے تھے ان کا کھلا مقصد یہی تھا کہ فلسطینیوں کو تحلیل کر دیا جائے ان کو صفحۂ ہستی سے نابید کر دیا جائے۔

فلسطین کے خلاف اور فلسطینیوں کے خلاف اس قوم نے جو ظالمانہ رویہ اختیار کئے رکھا ہے اس میں فلسطینی لیڈر شپ کی کردار کشی نے بھی بہت ہی اہم کردار ادا کیا ہے۔ چنانچہ ایک مغربی مبصر لکھتے ہیں کہ یہ ہمیشہ فلسطینیوں کی کردار کشی کرتے چلے جا رہے ہیں یہاں تک کہ فلسطینیوں کو مخاطب بھی اس طرح کرتے ہیں کہ کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ فلسطینی کا نام لیا گیا ہو اور کوئی تحقیر کا اور تذلیل کا لفظ استعمال نہ کیا گیا ہو۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ بعض دفعہ یہ کہنے کی بجائے کہ فلسطینیوں نے ایسا کیا، کہتے ہیں TERRORISTS یہ کرتے ہیں۔ ANIMALS یہ کیا کرتے ہیں۔ BASTARDS ایک گندی گالی ہے وہ یہ کیا کرتے ہیں اور بیروت میں عرفات کو بنکر کے BUNKER میں بیٹھا ہوا عرفات بیان کرتے ہیں کہ

کچھ عرصہ پہلے تک یہ فلسطینیوں سے نفرت کی وجہ یہ بیان کیا کرتے تھے کہ فلسطینی ہمارے وجود کو تسلیم نہیں کرتے تو ہم ان کے وجود کو کیوں تسلیم کریں؟ ہم کس سے بات کریں؟ ان سے بات کریں کہ جو کہتے ہیں کہ تمہیں سمندر میں پھینک دیا جائے۔ لمبے عرصے کی کوششوں اور ناکامیوں کے بعد آخر یاسر عرفات نے ان کا یہ عذر دور کر دیا۔ کوشش کی اور یونائیٹڈ نیشنز کے اس اجلاس میں جس میں یاسر عرفات کو بلایا گیا، انہوں نے کھلم کھلا تمام قوموں کے سامنے یہ اقرار کیا کہ میں تمام فلسطینی آزادی کی تحریک کی طرف سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ ہم اسرائیل کے وجود کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کے زندہ رہنے کے حق کو تسلیم کرتے ہیں۔ جب یہ اعلان کر دیا گیا تو اس کے چند دن کے بعد اسرائیل کی طرف سے اس کے جواب میں یہ اعلان ہوا۔

DISPOSSESSED, BY DAVID GILMOUR, PAGE : 224

OBSERVER بحوالہ DISPOSSESSED BY DAVID GILMOUR, PAGE: 226

DISPOSSESSED. BY DAVID GILMOUR, PAGE : 226.

THE ONLY USEFUL THING "THE" PLO COULD DO SAID THE SPOKESMAN OF THE ISRAELI FOREIGN MINISTRY, WAS TO DISAPPEAR.[15] PALESTINE NO LONGER EXISTED AND THEREFORE THERE WAS NO [لہ] POINT IN IT HAVING A LIBERATION — MOVEMENT..

انہوں نے اعلان کیا کہ فلسطین کے وجود کا معنی ہی کوئی نہیں یہ ختم ہو چکا ہے۔ آن کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور ان کی وزارت خارجہ نے یہ اعلان کیا کہ یہ جو یاسر عرفات نے ہمیں تسلیم کیا ہے۔ اس کے جواب میں "ہمارا ردّ عمل یہ ہے اور ہمارا فلسطینیوں کو مشورہ یہ ہے کہ وہ تحلیل ہو جائیں وہ ختم ہو جائیں، کالعدم ہو جائیں"

ان کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں۔

یہ وہ قوم ہے جس کے ظلم و استبداد سے آنکھیں بند کر کے کمزور مظلوم فلسطینیوں کو مسلسل نہایت ظالمانہ پروپیگنڈے کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ ان کی ساری زمینیں چھین لی گئی ہیں۔ اُن کو ملک بدر کر دیا گیا ہے۔ اُن پر آئے دن انتہائی ظالمانہ کارروائیاں کی جاتی ہیں۔ قتلِ عام کیا جاتا ہے۔ بستیوں کی بستیاں منہدم کر دی جاتی ہیں اور وہ در بدر پھر رہے ہیں۔ ان کا کوئی وطن نہیں رہا۔

۴۰ لاکھ فلسطینی

دنیا میں در بدر پھر رہا ہے اور اُن کے وطن میں یہود کا پودا لگا کر اور اس کے پاؤں جما کر ان کی تعداد میں دن بدن اضافہ کیا جاتا رہا ہے اور کیا جا رہا ہے۔ ان ساری کوششوں کے باوجود آج بھی فلسطین میں کل ۲۵ لاکھ یہودی ہیں اور ابھی تک ۱۵ لاکھ فلسطینی وہاں موجود ہیں اور اس تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور آئندہ ان کے منصوبوں میں یہ بات داخل ہے کہ جب مغربی کنارے کو ہم یہودیوں سے بھر لیں گے تو پھر مزید جگہ کے مطالبے شروع کریں گے۔ پس پہلے یہ مکان بڑھاتے ہیں پھر آبادی بڑھاتے ہیں پھر مکان بڑھاتے ہیں پھر آبادی بڑھاتے ہیں۔ یہ ان کا طریق ہے اور وہ فلسطینی جو اس سرزمین پر سینکڑوں سال سے قابض تھے۔ وہیں پیدا ہوئے، وہیں کی مٹی میں پلے اور بڑھے اور بڑے ہوئے ان فلسطینیوں کو وہاں رہنے کا کوئی حق نہیں۔ کہتے ہیں تمہارا کوئی ملک نہیں۔ تمہارا کوئی وجود نہیں۔ ہم تمہیں تسلیم نہیں کرتے۔ سوال یہ ہے کہ ان سب باتوں کو دیکھتے ہوئے امریکہ کس برتے پر، کس خیال سے، کس حکمت عملی کے نتیجے میں یہودیوں سے اپنے معاشقے کو قائم رکھے ہوئے ہے اور جس طرح ہمارے محاورے میں سانڈ چھوڑنا کہتے ہیں اس طرح

عربوں کے کھیتوں میں ایک سانڈ چھوڑا ہوا ہے

عام کھیتوں میں جو سانڈ چھوڑے جاتے ہیں وہ تو سبزیاں کھاتے ہیں یہ ایک ایسا سانڈ ہے جو خون پی کر پلتا ہے اور گوشت کھا کر بڑھتا ہے اور کوئی اسکو روکنے والا نہیں

ایک ریزولیوشن کی باتیں آپ نے بہت سنی ہیں کہ عراق جب تک اس ریزولیوشن پر عمل نہ کرے ہم عراق کو مارتے چلے جائیں گے اور برباد کرتے چلے جائیں گے اور اسکو کویت سے نکال لینے کے باوجود بھی اس وقت تک ہم اس کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے جب تک کہ یہ امکان نہ مٹ جائے، یہ احتمال ہمیشہ کیلئے نہ مٹ جائے کہ بیسیوں سال تک کبھی عراق کی سرزمین سے کوئی شخص سر اٹھا سکے۔ اسکے مقابل پر اسرائیل کی ظالمانہ کارروائیوں کے نتیجے میں جب بھی سیکیورٹی کونسل میں ریزولیوشنز پیش ہوئے کہ ان کارروائیوں کو روکا جائے یا ان کا رخ موڑا جائے تو ہمیشہ امریکہ نے ان ریزولیوشنز کو ویٹو کیا۔ ۲۷ مرتبہ

لہ: DISPOSSESSED, BY- DAVID GILMOUR, PAGE: 227

ایسا ہو چکا ہے کہ سیکیورٹی کونسلز میں اسرائیل کو ظالم قرار دیتے ہوئے اس سے مطالبہ کیا گیا کہ تم عرب علاقے خالی کرو اور ظلم سے ہاتھ کھینچو اور

۲۷ مرتبہ UNITED STATES کے نمائندے نے اسکو ویٹو کر دیا

اور UNITED STATES کی ویٹو اکثر صورتوں میں اکیلی تھی جبکہ دوسری ویٹو کی تاریخ کا میں نے مطالعہ کیا ہے اس میں اکثر صورتوں میں دو تین دوسرے بھی شامل ہوتے ہیں لیکن باقی سب کے مقابل پر UNITED STATES اکیلا اسرائیل کا حمایتی بن کر ان ریزولیوشنز کے خلاف ویٹو کا حق استعمال کرتا رہا۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہ ریزولیوشنز کتنے ہیں جن میں کچھ نہ کچھ اسرائیل کی مذمت کی گئی ہے اور اسرائیل کو متوجہ کیا گیا کہ تم ظلم سے باز آؤ تو اُن کی تعداد بھی ۲۷ بنتی ہے جو پاس ہوئے اور ان میں سے اکثر میں امریکہ نے ABSTAIN کیا ہے۔ جن ریزولیوشنز کی زبان بہت زیادہ سخت تھی ان کو تو پاس ہی نہیں ہونے دیا۔ جن میں مذمت بھی کی گئی تھی، زبان بہت زیادہ سخت نہیں تھی ان میں امریکہ الگ رہا اور ان کی تائید میں ووٹ نہیں ڈالا اور ۲۴۲ جس کا ذکر آپ نے بہت سنا ہوا ہوگا وہ ریزولیوشن جس میں اسرائیل کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ ۱۹۶۷ء کی ہتھیائی ہوئی اپنی زمینیں واپس کرو۔ اس ریزولیوشن کو پاس کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ایسی عبارت داخل کر دی گئی ہے جس کے نتیجے میں اسرائیل کے حمایتیوں کے ہاتھ میں ایک ہتھیار آگیا ہے کہ جس طرح چاہیں اس ریزولیوشن کا مطلب نکال لیں۔ صرف وہ ایک ریزولیوشن ہے جس پر امریکہ نے اثبات کیا ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ کیوں ہو رہا ہے۔ عقل بتا جاتی ہے کہ یہ قابل فہم بات دکھائی نہیں دیتی۔ کیوں آخر اس طرح ہوتا چلا جا رہا ہے؟ کیا مقصد ہے امریکہ کا اسرائیل کی اس طرح پر زور حمایت کرنے کا؟

اسرائیل کے خلاف مذمت کے جو ریزولیوشنز سیکیورٹی کونسل میں پاس ہوتے رہے اُنکے مطالعہ سے ایک اور دلچسپ بات میرے سامنے یہ آئی کہ اُن ریزولیوشنز کے رویے میں اور عراق کے خلاف ریزولیوشنز کے رویے میں زمین آسمان کا ایک فرق ہے۔ عراق کو سانس نہیں لینے دیا گیا۔ موقعہ ہی نہیں دیا گیا۔ ایک طرف یہ ریزولیوشن پاس ہوا کہ SANCTIONS ہوں۔ خوراک بند ہو جائے دوائیاں تک بند ہو جائیں۔ کوئی چیز کوئی پتہ بھی داخل نہ ہو سکے اور SANCTIONS ابھی کچھ عرصہ جاری ہوئی تھیں تو فیصلہ کر لیا گیا کہ اب اس پر حملہ کیا جائے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ SANCTIONS سے بہت پہلے حملے کا منصوبہ مکمل ہو چکا تھا۔ SANCTIONS کا مطلب یہ تھا کہ حملے سے پہلے بھوک سے مارا جائے اور ضرورت کی اشیاء کی نایابی کا عذاب دیکر مارا جائے یہاں تک کہ بعد میں بچوں کے دودھ کے پلانٹ پر بھی حملہ ہوا تو یہ اس کا مقصد تھا۔ اس رویے میں اور اس رویے میں جو اسرائیل کی عدم تعاون کے بعد سیکیورٹی کونسل نے اختیار کیا زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اُنکے ریزولیوشنز کی زبان یہ بنتی ہے کہ دیکھو اسرائیل! ہم نے تمہیں فلاں فلاں وقت بھی کہا تھا کہ تم عرب علاقہ واپس کر دو اور تم اب تک اس میں بیٹھے ہوئے ہو۔ ہم اس کو نہایت ہی خفگی کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ ہم یہ بات پسند نہیں کرتے۔ پھر ریزولیوشن پاس ہوتا ہے کہ اے اسرائیل! ہم نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ ہم بُرا منائیں گے اور ہم بُرا منا رہے ہیں۔ پھر ریزولیوشن پاس ہوتا ہے کہ ہم نے پہلے بھی وعدہ بنایا تھا کہ ہم بہت بُرا منا رہے ہیں۔ ہم پھر بتاتے ہیں کہ ہم بہت بُرا منائیں گے۔ پھر ریزولیوشن پاس ہوتا ہے کہ دیکھو! ہم بہت بُرا منا رہے ہیں اور ہم ایسے اقدامات کرنے پر مجبور ہوں گے جس سے تم پر ثابت ہو جائے کہ ہم بہت بُرا منا رہے ہیں اور پھر ریزولیوشن پاس ہوتا ہے کہ جس طرح ہم نے کہا تھا ہم اب مجبور ہو گئے ہیں تمہیں یہ بتانے پر کہ ہم بہت ہی بُرا منا رہے ہیں۔ اس کے سوا کوئی ریزولیوشن پاس نہیں ہوا۔ بالکل ویسا ہوا ہے جیسے ہمارے ہاں یوپی کے متعلق یہ لطیفہ ہے کہ وہ لوگ ذرا لڑائی سے گھبراتے ہیں تو یوپی آیرڈ کو جب کوئی مارے اور طاقتور ہو تو وہ اس کو کہتا ہے کہ "اب کی مار"۔ اب مار کے دیکھو۔ وہ دوبارہ مارتا ہے تو کہتے ہیں "اب کی مار"۔ پھر دوبارہ مارتے ہیں تو کہتے ہیں "اب کی مار"۔ چنانچہ یہ لطیفہ تو شاید فرضی ہوگا۔ یوپی کے بڑے بڑے بہادر لوگ ہیں۔ جیالے ہیں۔ بڑے بڑے مقابلے انہوں نے دشمنوں

سنے گئے ہیں مگر یہ لطیفہ UNITED NATIONS کے حق میں ضرور صادق آتا ہے۔ ہر دفعہ اسرائیلی مار پہ مار دیتا چلا گیا ہے اور کھلم کھلا بغاوت کے رنگ میں کہتا رہا ہے۔ تمہارے ریزولیوشنز کی حیثیت کیا ہے۔ ردّی کا کاغذ ہے، میں پھاڑ کر ردّی کی ٹوکری میں پھینک دوں گا۔ میں پاؤں تلے روندھ دوں گا اور ہر دفعہ UNITED NATIONS کہتی ہے "اب کی مار"۔ اب اگر تم نے ایسا کیا تو ہم بہت ہی برا منائیں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیوں یہ پاگل پن ہو رہا ہے۔ کوئی حد ہوتی ہے۔ یہ ناقابل فہم باتیں ہیں۔ یقین نہیں آسکتا کہ دنیا میں یہ کچھ ہو سکتا ہے لیکن ہو رہا ہے۔

اس UNITED NATIONS کا فائدہ کیا ہے؟ میں تو یہ سوچتا ہوں اور عرب اور مسلمان ممالک کو اگر وہ ہوشمند ہیں اور باقی دنیا کو بھی یہ سوچنا چاہیئے کہ اس UNITED NATIONS کا کیا فائدہ ہے جو عملاً صرف ان بڑی قوموں کے مفاد میں فیصلے کرتی ہے جو بڑی قومیں یونائیٹڈ نیشنز پر قابض ہو چکی ہیں اور یونائیٹڈ نیشنز کا دستور جن کو یہ طاقت دیتا ہے کہ جب چاہیں کسی کے خلاف ظلم کریں اور ساری دنیا کی قوموں کو یہ طاقت نہ ہو کہ اس ظلم کے خلاف آواز ہی بلند کر سکیں۔ اگر وہ آواز بلند کرنے کی کوشش کریں تو اس کو ویٹو کر دیا جائے اور اپنے کسی چیلے سے جس طرح چاہیں کسی پر ظلم کرالیں کسی دنیا کی طاقت نہ ہو کہ وہ اس کے خلاف آواز بلند کرے اور کلیتہً دنیا کی تقدیر ان کے ہاتھ میں ہو۔ یونائیٹڈ نیشنز کی یہ کیفیت ہے۔ جب عربوں کے خلاف یا مسلمانوں کے خلاف فیصلے کرنے ہوں تو انتہائی ظالمانہ فیصلے کئے جائیں اور جب اُن کے حق کی بات ہو تو سوائے چند آوازیں نکالنے کے اس کی اور کوئی بھی حیثیت نہیں۔

بچپن میں مجھے مرغیاں پالنے کا شوق تھا۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض مرغیاں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ بیٹھیں پالنے والے کے صحن میں کرتی ہیں اور انڈے دوسرے کے صحن میں جا کر دیتی ہیں۔ پس UNITED NATIONS کی مرغی تو ویسی ایک مرغی ہے۔ بیٹھیں کرنے کے لئے عربوں اور مسلمانوں کے صحن رہ گئے ہیں اور انڈے دینے کے لئے اسرائیل اور مغرب کے صحن ہیں۔ پس اگر یہی یونائیٹڈ نیشنز کا تصور ہے اور یہی اس کے مقاصد ہیں تو دنیا کو سوچنا چاہیئے۔ چنانچہ اس بارہ میں میں بعد میں انشاءاللہ جب دنیا کو عمومی مشورے دوں گا تو اُن کو ایک مشورہ اس سلسلے میں بھی دوں گا۔

ایک ہی بات بالآخر سمجھ آتی ہے کہ مغربی دنیا درحقیقت اسلام سے گہری دشمنی رکھتی ہے اور اس دشمنی کے پس منظر میں جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا تھا تاریخی رقابتیں بھی ہیں اور اس دشمنی کی وجہ ایک وہ خوف بھی ہے جو جاہل مُلّاں اسلام کے متعلق مغربی دنیا اور دوسری دنیا کے دلوں میں پیدا کرتا ہے۔ اپنی جہالت سے اسلام کا ایک ایسا تصور پیش کرتا ہے جس سے دنیا خوف کھاتی ہے کہ یہ لوگ اگر طاقت پائیں گے تو ہم پر جبر و تشدد کریں گے۔ اس مسئلے کے متعلق بعد میں جب میں مسلمانوں کو مشورہ دوں گا تو پھر اس ذکر کو چھیڑوں گا۔ یہ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اسرائیل کو مسلمانوں کے پیچھے ڈال کر اگر ان کا یہ خیال ہے کہ مسلمانوں کی مدافعانہ طاقت کو توڑ دیں گے یا اس طرح اسرائیل اُن مظالم کو بھول جائے گا جو مغرب نے اسرائیل پر کئے ہوئے ہیں اور اُن مظالم کا بدلہ مسلمانوں سے لیتا رہے گا تو یہ ان کی سب سے بڑی حماقت ہے۔ اسرائیل کے انتقام کی یاد داشت بہت قوی ہے اور نہ مٹنے والی ہے اور اسرائیل کے احسان کی یاد داشت اس طرح ہے جس طرح پانی پر تحریر لکھی گئی ہو۔ آپ کو اگر اسلامی تاریخ سے واقفیت ہو تو آپ یہ سنکر حیران ہوں گے کہ ۸۰۰ سال تک سپین پر مسلمانوں نے جو حکومت کی ہے اس تاریخ میں ایک واقعہ بھی کسی یہودی پر ظلم کا آپ کو دکھائی نہیں دے گا۔ مسلمانوں کے طاقت کے ادوار میں جب بھی آپ جس دور پہ بھی نظر ڈالیں، ایک دوسرے پر ظلم تو آپ کو دکھائی دے گا اور وہ بھی اس وقت جب مُلّاں ایک فرقے کے ماننے والوں کو دوسرے فرقوں کے ماننے والوں کے خلاف بھڑکاتا رہا لیکن یہودیوں اور عیسائیوں کے خلاف۔ اسلام کی تاریخ میں آپ کو کوئی مظالم دکھائی نہیں دیں گے۔ تین ایسے قبائل ہیں جن کا تاریخ اسلام کے آغاز سے تعلق ہے۔ جنہوں نے بار بار معاہدہ شکنی کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور مسلمانوں سے دھوکے کئے۔ ان کے خلاف جنگ کے دوران حملہ آوروں سے ملتے رہے، اُن تین قبائل کے خلاف بالآخر مسلمانوں کو کاروائی کرنی پڑی۔ وہ قبائل ہیں: بنو قینقاع۔ بنو نضیر اور بنو قریظہ۔

جب ۱۹۴۷ء میں یونائیٹڈ نیشنز میں اسرائیل کے قیام پر بحث ہو رہی تھی تو وہاں اسرائیلیوں نے مسلمانوں کو طعن دیتے ہوئے کہا کہ ہمارا حق ہے اور تمہیں تو ہمیں اپنے گھروں سے نکالنے کی عادت ہے۔ ہم آج تک نہیں بھولے جو تم نے بنو قریظہ اور بنو نضیر اور بنو قینقاع سے کیا تھا۔ تو یہ عجیب یاد داشت ہے کہ فرضی مظالم کی یادیں تو ۱۴۰۰ سال سے زندہ رکھے ہوئے ہیں اور حقیقی احسانات کی یادوں کو بھولتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ عجیب قوم ہے کہ یہ بات بھول گئے ہیں کہ جب ازابیلا اور فرڈیننڈ نے ۱۴۹۲ء میں یہودیوں کے سپین سے انخلاء کا حکم دیا تو اس سے پہلے تقریباً ۱۰۰ سال مسلسل سپین میں یہودیوں پر ظلم ہوتے رہے لیکن وہ ایسے ظلم تھے کہ ان کے نتیجے میں یہود نے پھر بھی وہاں سے نکلنے کا فیصلہ نہیں کیا۔ بالآخر جبراً اُنکو عیسائی بنایا گیا اور جب بڑی تعداد میں یہودی عیسائی بن گئے تو پھر یہ تحریک شروع کی کہ یہ جھوٹے عیسائی ہیں۔ دھوکہ دینے کے لئے عیسائی بنے ہیں۔ ابھی بھی بہت امیر ہو گئے ہیں اس لئے ان کی دولت چھیننے کیلئے کوئی بہانہ تلاش کرو۔ چنانچہ ازابیلا کو اور فرڈیننڈ کو اس وقت کے عیسائی پادریوں نے بار بار یہ تحریص کی اور لالچ دلائی کہ اس قوم کا ایک ہی علاج ہے کہ انکی عیسائیت پہ اعتماد نہ کیا جائے اور ہمیں انکیوزیشن (INQUISITION) کی اجازت دی جائے INQUISITION سے مراد ہے: وہ ٹارچر کرنے کے ذرائع جو عیسائی دنیا اپنے مخالفوں کے خلاف استعمال کرتی تھی اور اُن ذرائع سے نہایت ہی دردناک مظالم غیر عیسائیوں پر کئے جاتے تھے اور ان عیسائیوں پر کئے جاتے تھے جن کے دین پر شک ہو۔ چنانچہ ایک لمبے عرصے تک یہ بحث جاری رہی۔ ازابیلا چونکہ پوپ سے ناراض تھی SIXTUS IV تھا غالباً اُس وقت، اُس سے کسی وجہ سے ناراض تھی۔ وہ اس کی مرضی کے کارڈینل مقرر نہیں کرتا تھا۔ اس لئے اُس نے اجازت نہیں دی کہ پوپ کی مقرر کردہ کوئی کمیٹی INQUISITION کے کام سپین میں کرے۔ بالآخر فرڈیننڈ کو عیسائی پادریوں نے یہ لالچ دی کہ اگر تم اس کی اجازت دے دو تو یہود کے جتنے اموال چھینے جائیں گے یہ ہم تمہارے قبضے میں دیں گے۔ ہمیں صرف ظلموں کی اجازت دو، اموال تمہارے۔ چنانچہ ۱۴۸۰ء سے INQUISITION شروع ہوئی۔

INQUISITION کی تاریخ حقیقتاً اتنی دردناک ہے کہ شاید ہی کبھی انسانی تاریخ میں ایسے دردناک مظالم کی مثال آپ کو نظر آتی ہو جیسے اس زمانے میں یہودیوں پر عیسائیوں کی طرف سے کئے گئے۔ اس کے باوجود دل نہیں بھرا تو ۱۴۹۲ء میں ان کے انخلاء کا حکم جاری کر دیا گیا۔

آپکو یاد ہوگا کہ ۱۳۴۷ء سے ۱۳۵۲ء تک جو BLACK DEATH یورپ میں ہلاکت خیزی کرتی رہی۔ BLACK DEATH یعنی طاعون کا وہ حملہ جو یورپ میں ۱۳۴۷ء سے ۱۳۵۲ء تک میں یورپ میں پہلے ہی یہود پر مظالم کئے جا رہے تھے اور فرانس میں سب سے زیادہ مظالم کئے گئے۔ چنانچہ وہاں کے مظالم کا تصور کریں کہ وہاں سے بھاگ کر انہوں نے پہلے فرانس میں اور پھر یورپ کے دیگر ممالک میں پناہ لینے کی کوشش کی لیکن وہاں بھی ان کو پناہ نہیں ملی اور ان پر مظالم جاری رہے۔

پناہ اگر ملی تو فلسطین کی اسلامی حکومت نے دی ہے

یہ ایک تاریخی واقعہ ہے اور دوبارہ بھی NAHT'S کے مظالم کے زمانے میں پھر یہ فلسطین پناہ لینے گئے ہیں پس ساری اسلامی تاریخ میں ان کے ساتھ احسان پر احسان کا سلوک کیا جاتا رہا۔ ان کے علم و فضل نے مسلمانوں کی گود میں پرورش پائی ہے اور ظلم ہوئے ہیں یورپینز کی طرف سے اور مغربی عیسائی قوموں کی طرف سے اور ان کا بدلہ یہ مسلمانوں سے لے رہے ہیں۔ یہ تصور ہے جو امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے ذہن میں ہے کہ اس سے بہتر اور کیا سودا ہوگا۔ یہودیوں کو مسلمانوں کے گلے ڈال دو اور ہمارے

ظالموں کا انتقام مسلمانوں سے لیں۔ ایک ہی تیر سے دونوں مارے جائیں۔ اس سے زیادہ اور کیا حکمت عملی کی پالیسی ہو سکتی ہے لیکن وہ یہ بات بھول رہے ہیں کہ یہودی ظلم بھولنے والی قوم نہیں ہے۔ ان کی سرشت کے خلاف ہے یہ ناممکن ہے کہ مغرب سے یہ اپنے مظالم کا بدلہ نہ لیں۔ وقت کی بات ہے۔ آج یہ مسلمانوں کا خون چوس کر طاقت حاصل کریں گے اور یہ طاقت ابھی اتنی بڑھ چکی ہے اور ایسی خوفناک ہو چکی ہے کہ انکے جرنیل کھلم کھلا کہہ رہے ہیں کہ ہم تو سوویٹ یونین سے ٹکر لیکر اس کو بھی شکست دینے کی طاقت رکھتے ہیں۔ جو ٹیکنیکل KNOW-HOW جنگی ہتھیار بنانے کا ہے اس میں بہت سی شاخوں میں یہ امریکہ سے بہت آگے نکل چکے ہیں۔ ایٹم بم بنا چکے ہیں۔ دوسرے مہلک ہتھیار بنا چکے ہیں۔ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے۔ کیوں یہ طاقت بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی بڑی ہی جہالت ہوگی اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان کے حملوں سے ڈر کر یہ ایسا کر رہا ہے۔ بہت بڑی بے وقوفی ہے۔ مسلمان حملوں سے ڈرنا کیا، جب بھی مسلمان بیچاروں نے ٹکر لی ہے اُن کی طاقت کو تہس نہس کر دیا ہے اور ہر حملہ آور کو ایسی ظالمانہ شکست دی ہے کہ اس سے سارے عالم اسلام کی گردن شرم سے جھک جاتی رہی ہے۔ ان کو مسلمانوں سے کیا خوف ہے؟ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ دنیا کی فتح کے منصوبے ہیں پہلے تیل کی طاقت پر قبضہ کیا جائے گا۔ ہر قدم کے بعد جب اس قدم کی یاد داشت پھیکی پڑ جائے گی پھر اگلا قدم اُٹھے گا۔ پھر اُس کے بعد اگلا قدم اُٹھے گا۔ پھر اگلا قدم اٹھے گا۔ اسلئے مجبب میں کہتا ہوں کہ۔

مکے اور مدینے کو خطرہ ہے

اور توحید کو خطرہ ہے تو اس میں کوئی شک کی بات نہیں ہے۔ انہوں نے بالآخر ان ماٗ تیل کے چشموں پر قابض ہونا ہے یعنی نیت ان کی یہ ہے۔ آگے خدا کی تقدیر اور رنگ دکھائے اور ہماری دعائیں بارگاہِ الٰہی میں قبول ہوں تو اور بات ہے ورنہ بظاہر جو منصوبہ ہے وہ یہی ہے۔ اس کے بعد یہ مغرب سے اپنے بدلے لیں گے اور ایسے ہولناک بدلے لیں گے کہ مغرب اُن کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ یہ جنگ کا بگل بجانے والی قوم ہے اور جنگ کا بگل DAVID BIN — GURION بجا چکے ہیں۔ تقریباً ....۴۰ سال پہلے کی آواز اُن کے کانوں میں گونج رہی ہے کہ جنگ اور جنگ اور جنگ اور اس کے سوا تمہارے قیام کا اور کوئی مقصد نہیں ہے۔

پس اگر امریکہ اور اس کے اتحادی اس خوش فہمی میں ہیں کہ وہ یہودیوں کو بھی پاگل بنا رہے ہیں اور مسلمانوں کو بھی پاگل بنا رہے ہیں اور ایک کو دوسرے کے خلاف لڑا رہے ہیں تو یہ اُن کی غلط فہمی ہے۔

امریکہ کے متعلق میں نے ایک یہ بھی بیان کیا تھا کہ بہت سے نفسیاتی عوامل ہیں جو امریکہ کو اپنی بعض پرانی ناکامیوں کے داغ مٹانے کے لئے عراق کو ذلیل و رسوا کرنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں میں نے ویٹنام کا ذکر کیا تھا اور ویٹنام کے متعلق اب میں خلاصۃً آپ کو بتاتا ہوں کہ وہاں امریکہ کی خودی کو کسی طرح توڑا گیا ہے اور کس طرح دنیا کی سب سے عظیم طاقت کے تکبر کو پارہ پارہ کیا گیا ہے۔

ویٹنام کی جنگ کا آغاز ۴ر اگست ۱۹۶۴ء کو ہوا

ہے اور عجیب اتفاق ہے یہ توارد ہے یا تقدیر کی کوئی بات ہے کہ وہ آغاز بھی ایک STORM سے ہوا تھا۔ اس STORM کا نام امریکن مؤرخین TROPIC STORM کہتے ہیں۔ واقعہ یہ ہوا کہ دو امریکن جہاز جب شمالی ویٹنام اور جنوبی ویٹنام کی جنگ جاری تھی اور اشتراکی ویٹنامیز، جنوبی غیر اشتراکی حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کر رہے تھے تو امریکہ کو بہانے کی تلاش تھی کہ کسی طرح اس ملک میں دخل دیکر جنوبی ویٹنام کی حمایت میں شمالی ویٹنام کو شکست دی جائے۔ چنانچہ ان کا ایک جہاز جس کا نام MADDOX تھا۔ MADDOX جہاز شمالی ویٹنام کے سمندر کے اس حصے میں داخل ہو گیا جو درحقیقت انکی اپنی حدود کا علاقہ تھا، جن پر اُنکی بالادستی ہوتی ہے۔ اس پر انہوں نے کچھ پیٹرول BOATS بھیجیں تاکہ وہ اس جہاز پر حملہ کریں اور انہوں نے حملے کی کوشش بھی کی مگر جہاز اُن کو DESTROY کر کے اُن کے حملے سے نکل کر باہر چلا گیا اور باہر اُن کا ایک ساتھی DESTROYER، جس کا نام TURNER JOY تھا، اُس کو لیکر دوسرے یا تیسرے دن واپس آگیا اِن کا خیال تھا کہ اب جب ہم پر دوبارہ حملہ کریں گے تو ہمیں بہانہ ہاتھ آجائے گا لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ TROPIC STORM آگیا اور TROPIC STORM بھی جس طرح DESERT STORM ہوتے ہیں بہت ہی خطرناک چیز ہے اُس کے متعلق لکھتے ہیں کہ انکی ساری الیکٹرانک EQUIPMENTS HAYWIRE ہو گئیں، پاگل ہو گئیں ان کو پتہ ہی نہیں لگتا تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے واقعۃً یہ سمجھا کہ ان پر حملہ ہو گیا ہے۔ اب جاہلوں والی بات ہے۔ طوفان آ رہا ہے۔ دکھائی دے رہا ہے اور اس سے یہ کس طرح سمجھ لیا کہ حملہ ہو گیا ہے یعنی ویٹنام نے وہ طوفان بلایا تھا۔ بہرحال بہانے جب تلاش کرنے ہوں تو اس طرح کے بیوقوفوں والے بہانے تلاش کئے جاتے ہیں کہ انہوں نے کہا حملہ ہو گیا ہے اور انہوں نے دھڑا دھڑ ویٹنام کے علاقے پر بمباری شروع کر دی اور پھر اس بات پر قائم رہ گئے کہ چونکہ انہوں نے حملہ کیا تھا یہ انکی جوابی کاروائی کی ہے۔ اس پر بڑی شدت کے ساتھ ویٹنام پر حملہ کیا گیا۔ ہوائی حملہ ہوا کیا گیا اور ایک سال کے اندر اندر یعنی وہ ۱۹۶۴ء کا جو سال ہے وہ ختم ہونے سے پہلے دو لاکھ امریکی سپاہی ویٹنام کی سرزمین میں پہنچا دیئے گئے تھے اور ۱۹۶۸ء میں یہ تعداد بڑھ کر ۵ لاکھ ۴۰ ہزار بن چکی تھی۔ بمباری کا عالم یہ تھا کہ ۸½ سال تک مسلسل دن رات ویٹنام پر بمباری کی گئی ہے اور ویٹنام پر کل بمباری ۲۵ لاکھ ٹن کی گئی ہے یعنی جنگ عظیم کے ۶ سال میں تمام دنیا میں، یورپ اور ایشیا اور افریقہ وغیرہ دوسری دنیا میں جتنی بمباری ہوئی ہے تقریباً اتنی ہی بمباری صرف ایک ویٹنام پر اس ۸½ سال میں کی گئی جو فلوریڈا ریاست کے بمشکل برابر ہے۔ امریکہ کی ریاستوں میں سے ایک ریاست فلوریڈا ہے اور اپنی دنیاوی طاقت کے لحاظ سے فلوریڈا سے بہت پیچھے ہے۔ نہ صنعت کی کوئی حالت تھا نہ کوئی دوسری تجارتی طاقت اُسکو حاصل ہے۔ ایک غریب ملک ہے لیکن عظمتِ کردار دیکھیں کہ ۸½ سال تک سربلند کر کے امریکہ سے ٹکر لی ہے۔ اس عرصے میں جنوبی ویٹنام میں انکے مرنے والے سپاہی اندر

شمالی ویٹنام میں مرنے والے سپاہی اور CIVILIANS کی کل تعداد ۲۵ لاکھ تھی۔

گویا سارے اسرائیل کا یہودی اگر ہلاک ہو جائے تو اتنی تعداد بنتی ہے اور انہوں نے سر نہیں جھکایا۔ امریکن تکبر کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے اور اس ذلت اور رسوائی کے ساتھ امریکہ کو پھر شکست تسلیم کرنی پڑی اور شکست تسلیم کرنے کا طریق بھی ایسا دلچسپ ہے کہ فرانس میں جب PEACE کانفرنس ہو رہی تھی تو شمالی ویٹنام نے عارضی طور پر بھی جنگ بندی سے انکار کر دیا انہوں نے یہ اعلان کیا کہ ہاں ہم صلح کی باتیں بھی کریں گے اور لڑائی بھی جاری رکھیں گے۔ چنانچہ یہ جو سبق آج عراق کو دے رہے ہیں یہ انہوں نے ویٹنام سے سیکھا تھا کہ صلح کی باتیں بھی کریں گے اور لڑائی بھی جاری رکھیں گے۔

پس وہاں جو دنیا کی سب سے بڑی طاقت کا تکبر ٹوٹا ہے وہ اتنی ہولناک نفسیاتی شکست ہے کہ کسی طرح وہ اس کا بدلہ چاہتے ہیں اور اپنی قوم کی خود اعتمادی کو بحال کرنا چاہتے ہیں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ ٹوٹی ہوئی کمریں جوڑا نہیں کرتیں اور یاد رکھنا چاہئے کہ عراق پر بمباری کی رفتار کے لحاظ سے ویٹنام کے مقابل پر ۴ گنا زیادہ شدت کی جا رہی ہے۔ ابھی تک یہ ۲½ دنوں کی جنگ کہہ رہے تھے، چھٹا ہفتہ ہو گیا ہے اور ابھی تک عراق کی کمر نہیں توڑ سکے۔ امر واقعہ ہے کہ یہ دنیا بدل چکی ہے۔ یہ زمانے وہ نہیں رہے۔ اب انسان کی خودی کا تصور بلند ہو رہا ہے۔ اس کو ہوش آ رہی ہے۔ آزادی کی لہر پیدا ہو رہی ہے۔ خدا کی تقدیر دنیا کے رجحانات تبدیل کر رہی ہے

اب جھوٹے خداؤں کے دن نہیں رہے۔

انکی صفیں لپیٹنے کے دن آ چکے ہیں اور انکو یہ دکھائی نہیں دے رہا۔ ظالم پر ظلم کرتے چلے جا رہے ہیں اور یہ نہیں سوچ رہے کہ انکی کیا تصویر دنیا میں بن رہی ہے اور آئندہ تاریخ میں

کیا بنے گی ۔ آج یہ صدام حسین کو ہٹلر اور ظالم اور سفاک کے طور پر پیش کر رہے ہیں ۔ اگر ساری باتیں بھی تسلیم کرلی جائیں تو ویٹنام میں انہوں نے جو مظالم کئے ہیں وہ سارے مظالم صدام حسین کے مظالم (کے مقابل) پر اس طرح ہیں جس طرح رائی کے مقابل پر ایک پہاڑ ہو ۔ صدام حسین کے جتنے فرضی مظالم جو بیان کئے جاتے ہیں اگر فرض کریں سارے سچ ہوں تو ان مظالم کے مقابل پر (ان کی) کوئی بھی حیثیت نہیں جو امریکہ نے ۸½ سال تک ویٹنام پر کئے ہیں اور کوئی حق نہیں ۔ تمہارا کام کیا ہے کسی اور ملک پر جاکر بمباریاں شروع کر دینا اور اس ملک کے ایک حصے کی لڑائی میں اس کا شریک بن کر دوسرے ملک کے انسانوں پر بربریت کی انتہاء کر دینا ۔ وہ تفصیل اگر آپ پڑھیں تو آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں ۔ آپ کا سارا وجود کانپنے لگے ۔ اتنے خوفناک مظالم ہیں لیکن اس سے بڑا ظلم یہ کہ آج تک یہ ویٹنامیز کی کردار کشی کرتے چلے جا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہوں نے جن شہروں پر دوبارہ قبضہ کیا تو وہاں ہماری تائید کرنے والوں کو انہوں نے اس طرح ہلاک کیا ۔ اس طرح ظلم کئے ۔ وہاں سینکڑوں ہزاروں آدمیوں کی اکٹھی قبریں ہیں ۔ جنگ میں جو غداری کرتا ہے ! اور اتنی ظالمانہ جنگ اور یک طرفہ جنگ میں ، اس کے ساتھ یہی سلوک ہونا چاہیئے ۔ دنیا کا کونسا قانون ہے جو غدار کی جان کی ضمانت دیتا ہے اور یہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے ان کی حمایت کی تھی ۔ پس اُن مظالم کے نقشے کھینچتے ہیں اور وہ جو دوسرے مظالم ۸½ سال تک یک طرفہ کرتے چلے گئے اُن کا کوئی ذکر نہیں کرتے میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو امریکہ کو خوفناک نفسیاتی بیماری لگ چکی ہے یہ آج دنیا کے امن کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے اور اس پر ایک اور بات کا خوفناک اضافہ ہوا ہے ، ایک ایسی جنگ کی مثال قائم کی گئی ہے جس کی کوئی نظیر ساری دنیا کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی ۔ یعنی کرائے کی جنگوں کی باتیں تو آپ نے سنی ہوں گی مگر اتنی وسیع پیمانے پر ، اتنی خوفناک کرائے کی جنگ کبھی دنیا کی تاریخ میں نہیں لڑی گئی ۔ ویٹنام کی جنگ میں امریکہ کے کردار کا کم سے کم ایک اچھا پہلو یہ تھا کہ لوگوں کے سامنے کشکول لیکر نہیں گیا تھا کہ ہمیں اس جنگ کے پیسے دو ۔ ایک سو بیس بلین ، ساڑھے آٹھ ۸½ سال تک ظلم برسانے کا خرچ امریکہ نے خود برداشت کیا ہے ۔ 120 بلین بہت بڑی رقم ہے لیکن ۔

موجودہ جنگ ساری کی ساری مانگے کے پیسوں سے لڑی جا رہی ہے ۔

اب ایسی جنگ کی مثال اگر اس دنیا میں قائم کر دی جائے کہ تم کسی سے پیسے لیکر لڑو تو دنیا کے امن کو پھر کیا ضمانت باقی رہے گی ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ غریب قوموں کا امن امیر قوموں کے ہاتھ میں تھما دیا جائے گا اور جب چاہیں جہاں چاہیں دنیا کی امیر قومیں کرائے کے ٹٹو لیکر اکرا... کے سپاہی لیکر غریب قوموں پر مظالم ڈھاتی رہیں ۔ یہ پیغام ہے جو دنیا کو دیا جا رہا ہے اور مزید ایک اور ایسی جرم اس جنگ کے ساتھ شامل ہے کہ اس کے نتیجے جب رفتہ رفتہ ظاہر ہوں گے تو آپ حیران ہوں گے کہ کس طرح یورپ کی دوسری قوموں میں بھی اس سے تحریک پیدا ہوگی کہ اگر جنگ کا یہی مطلب ہے تو کیوں نہ ہم بھی ہاتھ رنگیں ۔ پس ... اور کویت پر اس جنگ میں جو تمام تباہی وارد کی گئی ہے اس کے پیسے انہوں نے وصول کئے ہیں اور اس تباہی کے نتیجے میں نقصان پورا کرنے کے اُس سے کئی گنا زیادہ پیسے اُن سے وصول کریں گے ۔ پس ہلاک کرنے کے بھی پیسے اور دوبارہ زندہ کرنے کے بھی پیسے اور دوبارہ زندہ کرنے کے پیسے ہلاک کرنے کے پیسوں سے بہت زیادہ ۔ کرائے کے قاتل کو کم دیا جاتا ہے لیکن سرجن کو زیادہ دیا جاتا ہے تو یہ دونوں کردار انہوں نے اپنی ذات میں اکٹھے کر لئے ہیں ۔ یہ ہے دنیا کا سب سے بڑا خطرہ ۔

آج کے بعد ایک نیا اندازِ فکر پیدا ہوا ہے

اور بڑھتا چلا جائے گا اگر اس کی روک تھام نہ کی گئی ۔ کسی غریب قوم کو مروانے کے لئے کسی امیر قوم نے پیسے دیئے تو مروایا جائے گا اور پھر بعد میں اسی قوم کی تعمیر نو کے لئے بھی اسی کو جرمانے ڈالے جائیں گے اور دونوں کے فائدے ان کو پہنچیں گے ۔

آخر پر میں آپ کو عراق کی سرزمین سے متعلق یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ بڑی مظلوم سرزمین ہے اور بڑے بڑے سفاکانہ خوفناک ڈرامے اس سرزمین پر کھیلے گئے ہیں ۔ میں نے سوچا کہ اس سرزمین کو کیا نام دیا جائے تو مجھے خیال آیا کہ اسے موت اور کھوپڑیوں کے میناروں کی سرزمین کہا جا سکتا ہے ۔ تاریخ میں سب سے پہلے اسیریوں (ASSYRIANS) نے عراقی علاقے پر قابض ہو کر اتنے مظالم اس علاقے میں بسنے والی قوموں پر کئے تھے کہ ۲۰۰ سال تک ان مظالم سے یہ سارا علاقہ کانپتا رہا اور سسکتا رہا ۔ ۸۷۹ (قبل مسیح) میں ، اسیرین کے دورِ استبداد کے آغاز میں وہاں کے فاتح بادشاہ نے اپنے محل کے سامنے ایک مینار تعمیر کیا ، اس مینار پر یہ عبارت کندہ تھی کہ میں کھالیں کھنچوانے والا بادشاہ ہوں جس شخص نے مجھ سے ٹکر لی ہے میں نے اس کی کھال کھنچوا دی اور یہ مینار جو تم دیکھ رہے ہو اس پر ساری کی ساری انسانی کھالیں منڈھی ہوئی ہیں اور اس مینار کی چوٹی پر تم جو ٹکڑے دیکھ رہے ہو پنجرے پر گڑھا ہوا وہ بھی انسانی پنجر ہے اور اس مینار کے اندر بھی انسان زندہ چنے گئے تھے ۔ پس میں وہ بادشاہ ہوں جو کھالیں کھنچوانے والا اور ہلاکت کا بادشاہ ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی یہ دعویٰ تھا کہ میں یہ سب کچھ نیکی کی خاطر کر رہا ہوں اور دراصل اسیرینیز (ASSYRIANS) کی جنگ نیکی اور بدی کی جنگ ہے ۔ ہم نیکیوں کے نمائندہ ہیں اور باقی سب دنیا بدیوں کی نمائندہ ہے ۔ [1]

میں نہیں جانتا صدر بش نے اس تاریخ کا مطالعہ کیا ہے یا نہیں لیکن عراق میں وہ جو کچھ کر رہے ہیں یا وہ ویسا ہی ایک تمثیلی مینار بنانے کی باتیں سوچ رہے ہیں جس پر یہی عبارت کندہ ہوگی کہ ہم سر توڑنے والے ، خودیوں کو برباد کر دینے والے ، عزتِ نفس کو مٹا ڈالنے والے اور پاؤں تلے روندنے والے بادشاہ ہیں جس شخص نے ہمارے خلاف کوئی آواز بلند کی اور سر اٹھانے کی جرأت کی ہم اُس کی کمر توڑیں گے اور اُنکی کھوپڑیوں سے ویسا ہی مینار بلند کریں گے جیسے عراق کی تاریخ میں اس سے پہلے بلند ہوتے رہے ہیں ۔

اس کے بعد دوسرا مینار جو عراق میں بنایا گیا وہ ۱۲۵۸ء میں ہلاکو خان نے کھوپڑیوں سے بنایا اور پھر تیسرا مینار ۱۴۰۱ء میں تیمور لنگ نے بغداد میں کھڑا کیا اور وہ بھی ۹۰ ہزار انسانی کھوپڑیوں سے بنایا گیا تھا ۔[2]

پس یہ کیسی مظلوم سرزمین ہے جہاں ایک دفعہ نہیں ، دو دفعہ نہیں ، اس سے بھی پہلے تین دفعہ انسانی لاشوں اور جلدوں اور کھوپڑیوں سے مینار تعمیر کئے گئے ہیں تاکہ کسی جابر کے سامنے دنیا کو سرِ تسلیم خم کرنے پر مجبور کر دیا جائے ۔ پس آج جو کچھ عراق میں ہو رہا ہے یہ انہیں باتوں کا اعادہ ہے ۔ میں نہیں جانتا کہ آئندہ کیا ہوگا ۔ میں نہیں جانتا کہ خدا کی تقدیر کب ان کا تکبر کا سر توڑنے کا فیصلہ کرے گی لیکن یہ میں جانتا ہوں کہ لازماً خدا کی تقدیر اس تکبر کا سر توڑے گی لیکن یہ بات میں امریکہ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ کمر جو تمہاری ویٹنام میں توڑی گئی تھی ، عراق کے مظالم کے نتیجے میں یہ کمر اب جڑ نہیں سکتی ۔ بظاہر تم نے وہاں بھی کھوپڑیوں کا ایک مینار بلند کرنے کی کوشش کی تھی مگر ۲۵ لاکھ ٹن بارود سے جتنی زمین کھودی جا سکتی ہے ۔ جتنے گہرے کنویں کھودے جا سکتے ہیں اتنے گہرے قعرِ مذلت میں ہمیشہ کے لئے تمہارا نام دفن ہو چکا ۔ آئندہ تاریخ میں یہ باتیں زیادہ اُجاگر ہوتی چلی جائیں گی ۔ یہ مظالم کے داغ جو تمہارے چہرے پر لگے ہیں آج تمہارے رعب کی وجہ سے اور تمہارے ظلم و ستم کے

---

[1] : CHRONICLE OF THE WORLD , PAGE:73, BY . LONGMAN GROUP (U.K) LTD. ,1989

[2] : CAMBRIDGE HISTORY OF ISLAM , VOL'1 , PAGE . 170 , EDITORS .

دبدبے کے نتیجے میں یہ نمایاں کر کے دنیا کو دکھانے کے لئے کسی کے پاس طاقت ہو یا نہ ہو مگر تاریخ بالآخر وقت کے ساتھ ساتھ ان کو زیادہ نمایاں کرتی چلی جائیگی۔ یہ سیاہیاں زیادہ گہری ہوتی چلی جائیں گی۔ پس دوسری نظر سے بھی تو اپنے آپ کو دیکھو۔ باہر تمہاری کیا تصویر بن رہی ہے اور آئندہ تمہاری کیا تصویریں بننے والی ہیں اور جن مقاصد کو لیکر تم اُٹھے ہو اُن کے بالکل برعکس کارروائیاں کر رہے ہو۔ امن کی بجائے ہمیشہ کے لئے دنیا کو جنگ میں جھونکنے کے فیصلے کر چکے ہو لیکن اگر امریکہ ان باتوں کو سمجھنے پر آمادہ نہیں جیسا کہ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت اپنے تکبّر کے نشے میں اتنی بلند پروازی ہے کہ اپنے ہی بنائے ہوئے فرضی ظلموں کے مینار کی چوٹیوں پر بیٹھے ہوئے دنیا کا ملاحظہ کر رہے ہیں تو پھر آئندہ کیا ہوگا اور خدا کی تقدیر ان کو کیا دکھائے گی۔ اُس کے متعلق میں انشاء اللہ آئندہ خطبے میں کچھ بیان کروں گا اور یہود کو بھی مشورہ دوں گا اور مسلمانوں کو بھی اور باقی دنیا کو بھی۔ آج کا وقت جدید انسانی تاریخ میں انتہائی نازک وقت ہے۔ ابھی وقت ہے کہ ہم اس ظلم اور استبداد کے دھارے کا رُخ موڑ سکتے ہیں۔ ابھی معاملہ اتنا زیادہ ہاتھ سے نہیں نکلا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ان مشوروں کو قبول کر لیا گیا جو میں قرآنی تعلیم کے نتیجے میں، اُس کی مطابقت میں دنیا کے سامنے پیش کرتا ہوں تو انشاء اللہ اس ظلم کے دھارے کا رُخ ہم واپس موڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن ہماری کوئی حیثیت نہیں ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ہماری حیثیت صرف عاجز دعا گو بندوں کی حیثیت ہے اور ہماری دعائیں لازماً وہ کام کر سکتی ہیں جو ہماری ظاہری کوششیں بظاہر نہیں کر سکتیں۔ بظاہر کیا؟ فی الحقیقت بھی نہیں کر سکتیں۔ ہماری کوششوں کی کوئی حیثیت نہیں۔ اتنی بھی حیثیت نہیں ہے کہ ہم جو امریکہ کو ایسے الفاظ میں مخاطب کر رہے ہیں اس سے اُن کے وجود کا ایک بال بھی کانپے یا ہلے یا اُس میں جنبش محسوس ہو، اس کے باوجود میں جانتا ہوں اور آپ جانتے ہیں کہ یہ مقدّر ہے کہ دنیا کے آخر پر اگر دنیا کی تاریخ کا رُخ موڑنا ہے تو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی دُعاؤں نے موڑنا ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلّم کے عشاق کی دُعاؤں نے موڑنا ہے اور خدا کے عاجز بندوں کی پگھلی ہوئی دعاؤں نے موڑنا ہے۔ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ لکھتے ہیں کہ یہ مقدّر تھا اور یہ اور ایسا ضرور ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں جب مسیح کی روح آستانہ الوہیت میں پگھلے گی اور راتوں کو اس کے سینے سے دردناک آوازیں اٹھیں گی تو خدا کی قسم دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں اس طرح پگھلنے لگیں گی جیسے برف دھوپ میں پگھلتی ہے اور اس طرح ان طاقتوں کے ہلاک ہونے کے دن آئیں گے اور اُن کے تکبّر کے ٹوٹنے کے دن آئیں گے۔ [1]

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو آج نہیں لیکن مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح جماعت احمدیہ میں زندہ ہے۔ پس اے مسیح موعودؑ کی روح کو اپنے سینوں میں لئے ہوئے احمدیو! خدا کے حضور راتوں کو اٹھو اور اس طرح پگھلو اور دردناک کراہ کے ساتھ اور دردناک چیخوں اور سسکیوں کے ساتھ خدا کے حضور گریہ وزاری کرو اور یقین رکھو کہ جب تمہاری روحیں خدا کے آستانے پر پگھلیں گی تو دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کے پگھلنے کے دن آجائیں گے اور یہ وہ تقدیر ہے جسے کوئی دنیا کی طاقت تبدیل نہیں کر سکتی۔

([1] خطبہ الہامیہ : روحانی خزائن جلد نمبر ۱۶ صفحہ ۳۱۷-۳۱۸)

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور انور نے فرمایا:۔

حضرت مولوی جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے صاحبزادے ڈاکٹر صلاح الدین صاحب کچھ عرصہ پہلے امریکہ میں عارضۂ قلب سے وفات پا گئے۔ بہت ہی مخلص اور فدائی انسان تھے۔ ان کا سارا خاندان ہی دین کی خدمت میں قربانی کرنے والا ہے مگر شمس صاحب نے جو روایتیں قائم کی ہیں وہ لوانمٹ ہیں۔ یہ بچہ صلاح الدین جب پیدا ہوا تھا تو اُس کے تھوڑے عرصے بعد یا اس سے پہلے ہی مولوی جلال الدین صاحب شمس غیر ملکوں میں فریضۂ تبلیغ کے لئے روانہ ہو چکے تھے، انگلستان میں بہت عرصہ رہے جب واپس گئے تو اس بچے کی عمر ۱۱، ۱۲ سال کی تھی اور سٹیشن سے جب مولوی صاحب کو گھر لایا جا رہا تھا اور ٹانگے میں اُن کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو مولوی صاحب نے کہا کہ صلاح الدین کہاں ہے۔ میرا دل چاہتا ہے میں اپنے بچے کو دیکھوں، اس پر کسی نے کہا کہ مولوی صاحب صلاح الدین آپ کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے، اس کو دیکھیں۔ یہ قربانی کرنے والے احمدی ہیں جن کی اولادیں اب اللہ کے فضل سے آگے پھر دین میں جُت رہی ہیں، پھر آگے انشاء اللہ ان کی اولادیں دین میں جُتتی رہیں گی تو مولوی منیر الدین صاحب شمس نے مجھے توجہ دلائی کہ اگر کسی کا حق ہے جنازہ غائب کا تو پھر میرے بھائی کا تو بدرجۂ اولیٰ حق ہے میں نے اسے تسلیم کیا۔ عام طور پر تو جب کوئی حاضر جنازے آتے ہیں تو ہم دوسرے جنازے ساتھ ملا لیا کرتے ہیں مگر جس رنگ میں مجھے تحریک ہوئی ہے۔ میں نے اُس کے پیش نظر یہ فیصلہ کیا ہے کہ آج جمعہ کے بعد اور عصر کے بعد مولوی جلال الدین صاحب شمس مرحوم مغفور کے بڑے صاحبزادے ڈاکٹر صلاح الدین کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی جائے گی۔

ہر احمدی کو مبلّغ بننا چاہیئے!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ فرماتے ہیں۔

"یہ ایک امر واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں جتنا احمدی مبلغ تھا اور دعوت الی اللہ کیا کرتا تھا آج اس سے کم ہے اُس وقت ہر احمدی مبلغ تھا ہر شخص دعوت الی اللہ کر رہا تھا ایک زمیندار کھیتوں میں ہل چلاتا تھا تو وہ بھی تبلیغ کر رہا ہوتا تھا ایک تاجر جب لفافوں میں سودا ڈال کر گاہکوں کے ہاتھ فروخت کر رہا ہوتا تھا تو اس وقت بھی وہ تبلیغ کر رہا ہوتا تھا ایک حکیم جب دوائیوں کی پڑیاں بنا کر کسی کو دیتا تھا یا ڈاک میں پارسل بھیجتا تھا تو وہ ساتھ تبلیغ کر رہا ہوتا تھا کوئی احمدی کسی بھی حیثیت کا ہو خواہ وہ وکیل ہو یا ڈاکٹر ہو خواہ وہ تاجر ہو یا کوئی اور پیشہ ور ہو خواہ نجار ہو یا لوہار ہو ہر حیثیت میں پہلے وہ مبلغ تھا اور اس کی دوسری حیثیت بعد میں تھی آج کے انصار سے بھی یہی توقع ہے۔"

(خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل ۲۶ اپریل ۱۹۸۳ء)

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

اڑیسہ و کیرلہ کے خدام کے لئے

جملہ قائدین کرام اڑیسہ و کیرلہ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آئندہ سے رپورٹ کارگزاری فارم درج ذیل پتہ سے حاصل کریں۔

(۱) اڑیسہ :-

MR. SYED TAHIR AHMED SL.
BANK OF INDIA
SIKHARPUR - CUTTUCK
ORISSA - 753003

(۲) کیرلہ :-

MR. C.K. ABDUL GHAFOOR SL.
C/o RABWAH WOOD INDUSTRIES
MEHDI NAGER.
VANYAMBLUM.
Dist :- MALLA PURAM
KERALA - 679339

درخواستِ دُعا

مکرمہ نصرت خاتون صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ یادگیر BA. BED بنت مکرم منیر احمد خان صاحب، اعانت بدر میں ۵۰/- روپے ادا کرتے ہوئے بزرگان و احباب جماعت سے درخواستِ دُعا کرتی ہیں کہ ماہ اپریل میں وہ M.A فائنل کا امتحان دے رہی ہیں اللہ تعالیٰ نمایاں کامیابی عطا فرمائے اور بہتر ملازمت کے بھی سامان فرمائے۔ اور ان کی اور ان کے والدین کی مالی و ذہنی پریشانیوں کو دور فرمائے۔ آمین

(مینیجر بدر قادیان)

دوسری اور آخری قسط

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ کا جذبہ اطاعت

از: محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے محرر تحریک وقف جدید و مؤلف اصحاب احمد

(۱۲) حضرت مولانا نورالدین صاحب کشمیر میں بطور طبیب سولہ سال ملازمت میں رہے۔ آپ کی طبی غیر معمولی قابلیت کی وجہ سے دھاک بیٹھ گئی تھی حضرت مولانا صاحب نہایت دلیری سے تبلیغ کرتے تھے۔ مہاراجہ پرتاپ سنگھ والئی کشمیر کے دو بھائی آپ سے قرآن مجید پڑھتے تھے اور ان میں سے ایک نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ مہاراجہ پرتاپ سنگھ نے آپ کو اڑتالیس گھنٹے کے اندر ریاست سے نکل جانے کا حکم دیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس جاں نثار کی عجیب نصرت فرمائی۔ حضرت مولانا صاحب کو ایک ہندو پنساری ہمیشہ نصیحتہً کہتا تھا۔ کہ آپ ماہوار ایک سو روپیہ بچایا کریں۔ یہاں مشکلات پیش آ جاتی ہیں۔ اور آپ کہتے تھے کہ ایسے خیالات رکھنا اللہ تعالیٰ پر بدظنی ہے۔ ہم پر انشاء اللہ تعالیٰ کبھی مشکلات نہ آئیں گے۔ اب وہ اس روز آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا آج شاید آپ کو میری نصیحت یاد آئی ہوگی۔ آپ نے کہا کہ میں تمہاری نصیحت کو پہلے کی طرح حقارت سے دیکھتا ہوں۔ ابھی وہ بات کر ہی رہا تھا کہ خزانہ سے قریباً پانچ سو روپے ان دنوں کی تنخواہ دی گئی اس پنساری نے ان افسروں کو گالی دے کر کہا کہ نور دین تم پر نالش تھوڑا ہی کرنے لگا تھا۔ ابھی اس کا غصہ کم نہیں ہوا تھا کہ ایک رانی نے بہت سا روپیہ بھجوایا اور کہا کہ اس وقت میرے پاس جتنا روپیہ ہے وہ سب حاضر خدمت ہے۔ (تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۲ وغیرہ)

کشمیر سے اپنے وطن بھیرہ آنے پر آپ نے شفاخانہ کے لئے ایک عالیشان عمارت کی تعمیر شروع کی تھی۔ آپ لاہور آئے تو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کا خیال آیا تو آپ قادیان تشریف لے آئے۔

آپ خود بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک دن کے لئے آیا تھا۔ اور ایک بڑی عمارت بنتی چھوڑ آیا تھا حضرت صاحب نے مجھ سے فرمایا۔ اب تو آپ فارغ ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں۔ ارشاد فرمایا۔ آپ رہیں۔ میں سمجھا دو چار روز کے لئے فرماتے ہیں۔ ایک ہفتہ خاموش رہا۔ فرمایا آپ تنہا ہیں ایک بیوی منگوا لیں۔ تب میں سمجھا کہ زیادہ رہنا پڑے گا۔ تعمیر کا کام بند کرا دیا۔ چند روز بعد فرمایا۔ کتابوں کا آپ کو شوق ہے۔ (اپنا کتب خانہ) یہاں منگوا لیجئے۔ تعمیل کی گئی۔ فرمایا۔ اچھا دوسری بیوی بھی یہیں منگوا لیں۔ پھر مولوی عبدالکریم صاحب سے ایک دن ذکر کیا کہ مجھے ایک الہام ہوا ہے۔ جو مولوی نورالدین صاحب کے متعلق معلوم ہوتا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ وطن کی طرف ہرگز توجہ نہ کر۔ اس میں تیری اہانت ہوگی۔ مجھ سے فرمایا وطن کا خیال چھوڑ دو۔ چنانچہ میں نے چھوڑ دیا۔ اور کبھی خواب میں بھی وطن نہیں دیکھا۔ (تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ ۱۲۷ و ۱۲۸)

حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کا قادیان میں مستقل قیام معمولی قربانی نہ تھی۔ قادیان میں آپ بطور طبیب کسی سے کچھ نہ لیتے تھے۔ مفت علاج کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ جیسے متمول شخصیت کے ہاں بھی علاج مفت کرتے تھے۔ اس وقت آپ کے ذمہ دو لاکھ روپیہ قرض تھا۔ جس میں سے ایک شخص کی قرض کی رقم ہی ایک لاکھ پچانوے ہزار تھی۔ قادیان میں آمد کے ذرائع نہ تھے۔ آپ نے اس وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے بارے کوئی بات پیش نہیں کی کہ میرے لئے قادیان کے قیام میں شدید مالی مشکلات حائل ہیں۔ ایک لاکھ پچانوے ہزار والے قرضخواہ کو آپ نے پہلی بار صرف پانچ روپے کی قسط روانہ کی۔ اس نے لکھا کہ آپ نے مجھ سے تمسخر کیا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ میرے پاس اتنی ہی رقم تھی۔ قرض آپ کا میرے ذمہ ہے اور میں ہی اسے ادا کروں گا۔ آپ فکر نہ کریں۔

اس قرض کی ادائیگی کا عجیب سامان ہوا۔ ایک ہندو جنگل کا ٹھیکہ راجہ امر سنگھ صاحب سے لینے آیا۔ راجہ صاحب نے کہا کہ اگر تم اس کے منافع کا نصف حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کو دینے کو تیار ہو تو میں ٹھیکہ دلا دوں گا۔ اس کے شرط منظور کرنے پر اسے ٹھیکہ دلا دیا۔ اور اس کی رقم قرض کے برابر کی لے کر ٹھیکیدار حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے پاس آیا۔ آپ نے اسے قرضخواہ کا نام بتا کر اسے ادا کروا دی۔ دوسرے سال وہ ٹھیکیدار گذشتہ سال سے زیادہ رقم لے کر آیا۔ پوچھنے پر اس نے بتایا کہ اسی شرط پر ٹھیکہ ملا تھا۔ آپ نے لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ وہ تو میرے مولیٰ نے میرے قرض کے ادا کرنے کا سامان کیا تھا۔ مجھے دنیا کا کوئی لالچ نہیں۔ اور اسے راجہ صاحب کے نام سفارشی چٹھی تحریر کر دی تاکہ اسے ٹھیکہ میں کوئی روک پیدا نہ ہو۔ (تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ ۱۴۳ و ۱۴۴ وغیرہ)

حضرت مولانا نورالدین صاحب کی مقام اطاعت کے بارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نوردیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

(۱۳) حضرت سید عبداللطیف صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض کرنے والے مولوی کی بات پر حضرت اقدس علیہ السلام کی ہدایت پر صبر کیا۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ وہ ایک مقدس اعلیٰ شہید کا درجہ پائیں۔ ان پر افغانستان کے علماء نے کفر کا فتویٰ دیا۔ انہوں نے حق چھوڑنے سے قطعی انکار کیا۔ انہیں کمر تک زمین میں گاڑ دیا گیا۔ اور قاضی اور بادشاہ اور ہزاروں افراد نے ان پر پتھر چلائے اور ان کو شہید کر دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تذکرۃ الشہادتین میں رقم فرماتے ہیں کہ:-

”شاہزادہ عبداللطیف کے لئے جو شہادت مقدر تھی وہ ہو چکی۔ اب ظالم کا پاداش باقی ہے۔ اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى (کہ جو اپنے رب کے پاس مجرم کی صورت میں آئے گا تو اس کے لئے جہنم مقدر ہے جس میں نہ وہ مرے گا اور نہ زندہ رہے گا۔)

نیز فرمایا:-

”افسوس کہ یہ امیر زیر آیت مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا (کہ جو جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کرتا ہے) داخل ہو گیا۔ اور ایک ذرہ خدا تعالیٰ کا خوف نہ کیا۔ اور مومن بھی ایسا مومن کہ اگر کابل کی تمام سرزمین میں اس کی نظیر تلاش کی جائے تو تلاش کرنا لاحاصل ہے۔ ایسے لوگ اکسیر احمر کے حکم میں ہیں جو صدق دل سے اور حق کے لئے جان بھی فدا کرتے ہیں۔ اور زن و فرزند کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے۔

”اے عبداللطیف! تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا۔ اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے؟“

(۱۴) حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر کے اندوہناک واقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک پُر درد خطبہ مطبوعہ الفضل ۲۱ اگست ۱۹۴۱ء میں بتایا کہ جن صحابہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمات ابتدائی زمانہ میں کی ہیں ایسی ہستیاں ہیں جو دنیا کے لئے

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۶ پر)

مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہُوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے!

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام

”مَیں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہُوں کہ دُنیا میں کوئی میرا دُشمن نہیں ہے۔ مَیں بنی نوعِ انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ مَیں صرف اُن باطل عقائد کا دشمن ہوں جس سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اُصول۔ میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرّک یہ ہے کہ مَیں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہُوا اور بے بہا ہیرا اِس کان سے ملا ہے۔ اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر مَیں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اُس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دُنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟

سچّا خُدا

اور اس کا حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا اور سچّا ایمان اُس پر لانا۔ اور سچّی محبت کے ساتھ اس سے تعلّق پیدا کرنا اور سچّی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پاکر سخت ظلم ہے کہ مَیں بنی نوع کو اس سے محرُوم رکھوں۔ اور وہ بھُوکے مریں اور مَیں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا۔ میرا دِل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہوجاتا ہے۔ ان کی تاریکی اور تنگ گزرانی پر میری جان گھٹی جاتی ہے۔ مَیں چاہتا ہُوں کہ آسمانی مال سے اُن کے گھر بھر جائیں اور سچائی اور یقین کے جواہرات اُن کو اتنے ملیں کہ ان کے دامن استعداد پُر ہوجائیں۔

ظاہر ہے کہ ہر ایک چیز اپنے نوع سے محبّت کرتی ہے یہاں تک کہ چیونٹیاں بھی اگر کوئی خودغرضی حائل نہ ہو۔ پس جو شخص کہ خُدا تعالےٰ کی طرف بُلاتا ہے اُس کا فرض ہے کہ سب سے زیادہ محبّت کرے۔ سو مَیں نوعِ انسان سے سب سے زیادہ محبّت کرتا ہُوں۔ ہاں اُن کی بدعملیوں اور ہر ایک قسم کے ظلم اور فسق اور بغاوت کا دُشمن ہُوں۔ کسی کی ذات کا دُشمن نہیں۔ اس لئے وہ خزانہ جو مجھے ملا ہے، جو بہشت کے تمام خزانوں اور نعمتوں کی کُنجی ہے، وہ جوشِ محبت سے نوعِ انسان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ .... اور مجھے بتلایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دینِ اسلام ہی سچّا ہے۔ مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے۔ مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسُولوں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُر حکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھانے والا صرف حضرت سیّدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے۔ اور مجھے خُدا کی پاک اور مطہّر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ مَیں اُس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حَکَم ہُوں۔ یہ جو میرا نام مسیح اور مہدی رکھا گیا ان دونوں ناموں سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے مشرّف فرمایا۔ اور پھر خُدا نے اپنے بلاواسطہ مکالمہ سے یہی میرا نام رکھا۔ اور پھر زمانہ کی حالتِ موجودہ نے تقاضا کیا کہ یہی میرا نام ہو۔ غرض میرے ان ناموں پر یہ تین گواہ ہیں۔ میرا خُدا جو آسمان اور زمین کا مالک ہے۔ مَیں اُس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ مَیں اُس کی طرف سے ہُوں۔“

(اربعین ۱ صفحہ ۲)

ضروری اعلان

جملہ عہدیداران و احباب جماعتہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان ہے کہ اس سے قبل بھی نظارت ہذا کی طرف سے اخبار بدر مورخہ ۴/۱۰/۹۰ میں مالی بے ضابطگیوں سے بچنے کے لئے بعض ضروری امور کی طرف توجہ دلائی گئی تھی۔ ان میں سے آٹھویں نمبر کی طرف دوبارہ عہدیداران و احباب جماعت کو توجہ دلائی جا رہی ہے۔

(1) "(۷) - حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے منظور شدہ تحریکات مالی کے علاوہ کسی نمائندے یا جماعت کو حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اپنے طور پر جماعتوں میں یا مجالس میں کوئی نئی تحریک کرے۔ کسی بھی نئی مالی تحریک کے لئے نظارت بیت المال آمد کے توسط سے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز سے اجازت و منظوری لینی ہوگی"۔

(۲) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد از رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۳ء بھی بغرض خصوصی توجہ ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔

"کسی شخص کو جماعت سے چندہ وصول کرنے کی اجازت نہیں جب تک اُسے نظارت بیت المال کی طرف سے اجازت حاصل نہ ہو یا میری منظوری حاصل نہ ہو۔ بلکہ بعض کے خلاف ہم اس بنا پر تعزیری کارروائی بھی کر چکے ہیں۔ کہ اُنہوں نے مرکز کی اجازت کے بغیر چندہ وصول کیا۔ ناظر صاحب بیت المال کو چاہیئے کہ اگر ان کے علم میں کوئی ایسی مثالیں ہوں تو وہ صدر انجمن احمدیہ کے سامنے لائیں۔ اور اگر صدر انجمن احمدیہ توجہ نہ کرے تو میرے سامنے پیش کریں اور جب کوئی شخص جماعت کے افراد سے چندہ وصول کرنے لگے تو اس کے پاس ایک اجازت نامہ ہونا چاہیئے جس میں یہ ذکر ہو کہ اُسے ناظر بیت المال یا خلیفۂ وقت کی طرف سے چندہ وصول کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔"

اسی قسم کا واضح ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے بھی موصول ہو چکا ہوا ہے۔

جماعتوں کو مقامی ضروریات کے لئے قواعد کے مطابق لوکل فنڈ وصول کرنے کی اجازت ہے۔ اس کی شرح ماہوار یا سالانہ آمد کا ۱/۶۴ حصہ ہے۔ اس سے زائد کی اجازت نہیں ہے۔ اور یہ فنڈ صرف ایسے افراد جماعت سے وصول کیا جا سکتا ہے جو اپنے ذمہ لازمی چندہ جات باشرح ادا کرتے ہیں۔ اور بقایا دار نہیں ہیں۔

بعض جماعتیں مساجد کی تعمیر و مرمت اور دیگر تربیتی و اشاعتی ضروریات کے لئے نظارت ہذا کی اجازت کے بغیر بعض مخیر احباب کو براہ راست تحریک کرتی ہیں۔ جو حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشادات کے منافی ہیں۔

ان تمام پابندیوں کا اصل مقصد یہ ہے کہ احباب جماعت باشرح لازمی چندوں کی ادائیگی کی فرضیت سے کوتاہی اختیار نہ کریں۔

میں امید کرتا ہوں کہ تمام امراء و صدر صاحبان اور دیگر عہدیداران جماعت ان امور کی کماحقہٗ پابندی فرمائیں گے۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

اعلان

اڑیسہ کے بزرگ صحابہ رضؓ کے ایمان افروز حالات زندگی

احباب جماعتہائے احمدیہ بھارت کے لئے یہ امر خوشی کا باعث ہوگا کہ اڑیسہ کے بزرگ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان افروز حالات زندگی بہت جلد شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ اس تعلق میں تقریباً مسودہ تیار ہے مگر ہماری خواہش ہے کہ یہ حالات ہر رنگ میں مکمل ہوں۔ لہذا ایسے جملہ احباب جو اس ضمن میں اڑیسہ کے صحابہ رضؓ کے تعلق سے ایمان افروز مواد مہیا کر سکیں ان سے گزارش ہے کہ وہ ایسے واقعات دو ماہ کے اندر اندر درج ذیل پتہ پر بھجوا دیں۔ جو احباب اس ضمن میں ہماری مدد کریں گے ان کے نام شکریہ کے ساتھ کتاب میں شائع کئے جائیں گے۔

پچاس روپے اعانت بدر میں ادا کئے گئے۔

طالب دعا خاکسار سید نعیم احمد کٹکی

پتہ درج ذیل ہے

SAYED NAYEEM AHMAD
C/O CUTTACK LEATHER CO
74, BENTINCK STREET
CALCUTTA - 700 001 (INDIA)

اعلان دُعا

مکرم ماسٹر محمد شفیع صاحب آف ہمبرگ (مغربی جرمنی) کو بہت سخت قسم کا دل کا دورہ ہوا ہے شفاء کاملہ اور صحت والی لمبی زندگی پانے کے لئے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔

(امیر احمد درویش قادیان)

رمضان المبارک میں فدیۃ الصیام کی ادائیگی

از محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ - قادیان

جماعت مومنین کیلئے ایک بار پھر انکی زندگیوں میں رمضان المبارک آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم کو اس ماہ صیام کی برکات سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ ان کے روزے اور دیگر عبادات مقبول ہوں۔

رمضان شریف کے مبارک مہینے میں ہر عاقل و بالغ اور صحت مند مسلمان مرد اور عورت کیلئے روزہ رکھنا فرض ہے۔ روزے کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے دیگر ارکان اسلام کی۔ البتہ جو مرد اور عورت بیمار ہو نیز ضعف پیری یا کسی دوسری حقیقی معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو اس کو اسلامی شریعت نے فدیۃ الصیام ادا کرنے کی رعایت دی ہے۔ اصل فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان المبارک کے روزے کے عوض کھانا کھلا دیا جائے۔ اور یہ صورت بھی جائز ہے کہ نقدی یا کسی اور طریق سے کھانے کا انتظام کر دیا جائے تاکہ وہ رمضان المبارک کی برکات سے محروم نہ رہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک فرمان کے مطابق تو روزہ داروں کو بھی جو استطاعت رکھتے ہوں، فدیۃ الصیام دینا چاہیئے تاکہ انکے روزے قبول ہوں۔ اور جو کمی کسی پہلو سے آنکے اس نیک عمل میں رہ گئی ہے وہ اس زائد نیکی کے صدقے پوری ہو جائے۔

پس ایسے احباب جماعت احمدیہ بھارت جو مرکز سلسلہ قادیان میں جماعتی نظام کے تحت اپنے فدیۃ الصیام کی رقوم مستحق غرباء اور مساکین میں تقسیم کروانے کے خواہشمند ہوں وہ ایسی جملہ رقوم "امیر جماعت احمدیہ قادیان" کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔ انشاء اللہ ان کی طرف سے اس کی مناسب تقسیم کا انتظام کر دیا جائے گا۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو رمضان المبارک کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی توفیق دے اور سب کے روزے اور دیگر عبادات قبول فرمائے۔ آمین

ولادت

(۱) اللہ تعالےٰ نے بتاریخ ۶/۱/۹۱ مکرم مبارک احمد صاحب سملیہ کارکن فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان کو دوسری بچی عطا فرمائی ہے حضور انور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت بچی کا نام عالمہ مبارک (امۃ الرحمٰن) تجویز فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم جھکو انصاری صاحب آف سملیہ کی پوتی اور مکرم قریشی محمد شفیع عابد صاحب درویش قادیان کی نواسی ہے۔

(۲) اسی طرح اللہ تعالےٰ نے خاکسار کو بھی بتاریخ ۱/۱/۹۱ دوسری بچی عطا فرمائی ہے جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ نے "فریدہ طلعت" تجویز فرمایا تھا۔ نومولودہ مکرم قریشی محمد شفیع عابد صاحب درویش قادیان کی پوتی اور مکرم حافظ عبد العزیز صاحب مرحوم درویش قادیان کی نواسی ہے۔ ہر دو بچیاں قبل از پیدائش وقف نو تحریک کے تحت وقف ہیں ان کی روحانی و جسمانی ترقیات اور نیک صالحہ خادم دین بننے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(قریشی محمد فضل اللہ نائب مدیر بدر قادیان)

حضرت امام مہدی علیہ السلام کیلئے دو آسمانی نشان

چاند ـــ اور ـــ سورج

از: مکرم خورشید احمد صاحب پربھاکر درویش قادیان

رمضان المبارک کلام الٰہی کے نزول کا بابرکت مہینہ ہے۔ آج سے ٹھیک ایک سو سال قبل ۱۳ر رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ کو چاند گرہن اور اسی ماہ کے ۲۸ر رمضان المبارک کو سورج گرہن ہوا تھا۔ یہ آسمانی نشان خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت۔ اسلام کی صداقت۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہودؑ کی سچائی کا ثبوت ہے۔

پیشگوئی آیۃ المہدی

رسول خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے حضرت امام باقرؒ سے روایت ہے:۔

اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا اٰیَتَیْنِ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِّنْ رَمَضَانَ وَتَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْہُ وَلَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔

(دارقطنی جلد ۱ صفحہ ۱۸۸ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی۔ بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۸)

ترجمہ:۔ یقیناً ہمارے مہدی کے لئے دو نشان مقرر ہیں۔ جب سے کہ زمین و آسمان پیدا ہوئے یہ نشان کسی اور مامور من اللہ کے وقت ظاہر نہیں ہوئے۔ ایک یہ کہ المہدی المعہود کے زمانہ میں رمضان کی (خسوف کی راتوں میں سے) پہلی رات کو چاند گرہن اور سورج کو اسی ماہ رمضان میں (کسوف کی تاریخوں میں سے) درمیانی تاریخ کو گرہن ہوگا۔

راوی حضرت امام باقرؒ کے حالات زندگی

حضرت امام باقر علیہ السلام شیعوں کے پانچویں امام ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کے پردادا اور رسول خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پرنانا تھے۔ آپ نے اپنی ننہال اور ددھیال دونوں گھروں میں ان عظیم الشان شخصیتوں کی گود میں پرورش پائی تھی۔ جن کا سلسلہ علمی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر منتہی ہوتا ہے۔ آپ نے آغوشِ مادر سے علوم رسالت سیکھے تھے۔ (طبری بحوالہ رسالہ الباقر مصنفہ سید محمد شاہد)

حضرت امام باقرؒ نے فرمایا ہے:۔

"حضرت علی ابن ابی طالب کو رسالت مآب نے ہزار باب علم کے تعلیم کئے ہر باب سے ہزار ہزار دروازے علم کے کھل گئے۔ حضرت علی مرتضیٰ اپنے خاندان میں سے جس کو ان رازوں کا اہل پاتے اس کو یہ راز بتا دیتے تھے۔ حق تعالیٰ نے اپنے پوشیدہ راز جنہیں تعلیم کئے ہیں۔ اور خاص علم بخشا ہے۔ جو کسی دوسرے کو نہیں دیا۔ اور کسی دوسرے شخص کو یہ علم حاصل نہیں ہوا۔" (رسالہ الباقر صفحہ ۲۱)

روایت درایت

حدیث اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا کے راوی اہل بیت خاندان نبوی کے درخشندہ و روشن گوہر آبدار حضرت امام معصوم باقرؒ ہیں۔ جنہیں باقر کے علاوہ ہادی۔ امین۔ شاکر۔ اور شبیہ (محمدؐ) کے القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔

محدثین کی اصطلاح میں یہ حدیث حکماً مرفوع ہے۔ کیونکہ آئمہ اہل بیت کا یہ طریق رہا ہے کہ وہ اپنی ذاتی وجاہت، تقویٰ اور حق پرستی کے سلسلہ حدیث کو نام بنام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانا ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ اس قسم کی ہزارہا حدیثیں شیعہ کتب میں موجود ہیں۔

محدث حضرت علامہ علی بن عمر البغدادی الدارقطنیؒ:۔

بلند پایہ محدث حضرت علامہ علی بن عمر البغدادی الدارقطنی نے حدیث اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا کو اپنی کتاب سنن دارقطنی میں درج فرمایا ہے۔ اور انہوں نے دارقطنی میں مندرج تمام احادیث کے بارے میں یقین کامل، وثوق اور تحدی کے فرمایا ہے کہ:۔

"اے اہل بغداد! یہ مت خیال کرو کہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی جھوٹی حدیث منسوب کر سکتا ہے۔ جب کہ میں زندہ ہوں۔"

(قول نخبۃ الفکر صفحہ ۵ حاشیہ)

"علامہ دارقطنی اس مرتبہ کا آدمی ہے کہ جو صحیح بخاری پر بھی تعاقب کرتا ہے۔ اور اس کی تنقید پر کسی کو کلام نہیں۔ اور اس کی تصنیف پر ہزار سال سے زیادہ گذر گئے ...... یہ کتاب ممالک اسلامیہ میں شائع ہوئی تمام علماء و فضلاء متقدمین و متاخرین میں سے سب اس حدیث کو اپنی کتابوں میں لکھتے چلے آئے۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۸)

"ماسوا اس کے یہ حدیث ایک غیبی امر پر مشتمل ہے۔ جس نے تیرہ سو برس کے بعد ظہور میں آکر اس حدیث کی صحت کو خود ظاہر کر دیا کہ وہ صحت کے اعلیٰ درجہ پر ہے۔"

راقم الحروف کے علم میں قرآن مجید کے علاوہ بائیس ایسی کتب و رسائل ہیں جن میں یہ حدیث مندرج ہے۔ اتنے زمانوں۔ اتنے علماء اور اتنی کتب میں اس حدیث کا پھیلاؤ ثابت کرتا ہے کہ اس حدیث پر سب کا اتفاق رہا ہے۔ جب کہ اس کے خلاف ہزار برس تک ایک بھی آواز نہیں اٹھی۔

قرآن مجید

اس عدیم المثال چاند۔ سورج گرہن کے بارے میں قرآن مجید نے فرمایا ہے کہ خَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ (سورہ قیامہ ع ۱: ۱۰) چاند کو گرہن لگے گا۔ اور اس گرہن میں سورج بھی چاند کے ساتھ شامل ہوگا۔ یعنی امام آخرالزمان کے دور میں چاند اور سورج دونوں کو اکٹھا ایک ہی مہینے میں خاص گرہن ہوگا۔

قرآن مجید خدا تعالیٰ کا قول و سائنس اس کا فعل اور کائنات خدا تعالیٰ کے قول کی تفسیر ہے۔ سائنسدانوں کو خدا تعالیٰ کے قول کو سمجھنے میں غلطی ہو سکتی ہے۔ مگر کائنات قبضۂ قدرت میں ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے قول و منشاء سے ذرّہ بھر انحراف نہیں کر سکتی۔ کیونکہ وہ اس کے منشاء کی تفسیر ظاہر کرنے کے لئے مسخر کی گئی ہے۔

مذاہب کی کتب میں چاند سورج گرہن

امام مہدی علیہ السلام کی صداقت کے مخصوص نشانِ آسمانی کا تذکرہ مسلمانوں کی کتب کے علاوہ مندرجہ ذیل مذاہب کی کتب میں پایا جاتا ہے۔

انجیل مقدس۔ عیسائی مذہب اور گرہن۔

"اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا۔ اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا۔ اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائیں گی۔ اس وقت زمین کی ساری قومیں چھاتی پیٹیں گی۔ اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی۔"

(متی ۲۴ : ۲۹-۳۱۔ لوقا ۲۱ : ۲۵ تا ۲۷)

انجیل میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو بار بار "ابن آدم" کہا گیا ہے۔ پس بتایا گیا ہے کہ جب ابن آدم بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان کے دور میں چاند سورج کو گرہن لگے گا۔

بائبل مقدس

"بابل کی بابت بارِ نبوت" جو یسعیاہ بن آموص نے رویا میں پایا۔

"وہ آسمان کے ستارے اور کواکب بے نور ہو جائیں گے اور سورج طلوع ہوتے ہوتے تاریک ہو جائے گا۔ اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا۔"

(یسعیاہ باب ۱۳ آیت ۱۰)

"خداوند کا دن انفصال کی وادی میں آ پہنچا۔ سورج اور چاند تاریک ہو جائیں گے۔ اور ستاروں کا چمکنا بند ہو جائیگا۔" (یوئیل باب ۳ آیت ۱۵)

(باقی مسلسل صفحہ ۱۶ پر)

یعنی جب مسیح موعود علیہ السلام حکم و عدل ہو کر آئیں گے تو حق و باطل میں انفصال (فیصلہ) فرمائیں گے۔ اور ان کے دَور میں چاند۔ سورج گرہن ہوگا۔ جو قدیم و جدید میں حدّ فاصل ہوگا۔ سورج کو طلوع ہونے کے تھوڑی دیر بعد گرہن لگے گا۔

اے دانی ایل تو اپنی راہ چلا جا کہ یہ باتیں آخر وقت تک سر بمہر رہیں گی۔ اور بہت لوگ پاک کئے جائیں گے۔ اور سفید کئے جائیں گے۔ اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائے گی۔ ایک ہزار دو سو نوّے (۱۲۹۰) دن ہوں گے۔ مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے۔ اور ایک ہزار تین سو پینتیس روز تک آتا ہے۔

دانی ایل کے مطابق دیگر رموز کے علاوہ یہ گرہن ۱۲۹۰ھ ہجری اور ۱۳۳۵ھ ہجری کے مابین وقوع پذیر ہو آئے گا۔

ہندو دھرم

ہندو دھرم کے مقدس ویدوں میں اتھرک کے وقت چاند گرہن کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ رگوید منڈل ۸ سوکت ۹۶ منتر ۱۳، ۱۴، ۱۵۔ سام وید۔ پورو آرچیک۔ ادھیائے ۳ کھنڈ ۱۰ منتر ۱۔ اتھروید۔ کانڈ ۲۰ سوکت ۱۳۷ منتر ۷، ۸، ۹۔

ان تینوں وید میں وید منتر لفظ بلفظ ایک جیسے ہیں۔ چاند اور سورج گرہن ہونے کے بارے میں تینوں ویدوں کی مشترکہ شہادت سے ظاہر ہے کہ وہ گرہن نہایت ہی اہم اور خاص شخصیت کے ظہور پر بطور گواہ مقرر کیا گیا ہے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو میثاق النبیین حصہ اول صفحہ ۹۲ تا صفحہ ۹۸ مصنفہ مولانا عبد الحق ودیارتھی۔

مہاتما سُور داس: - سُور ساگر میں زیر نظم ”رے من دھیرج کیوں نہ دھر“ فرماتے ہیں:-

ترجمہ:- اس زمانے میں چاند اور سورج کو راہو پکڑے گا۔ یعنی چاند۔ سورج کو گرہن لگے گا۔ ایسا سنجوگ ایک ہزار نو سو سال (بکرمی) ۱۹۰۰ گذر نے کے بعد ہوگا۔ جب نہکلنک کرشن بھگوان کلجگ کے اوتار مبعوث ہو چکے ہوں گے۔ اور لوگوں کا سدا چار کر رہے ہوں گے۔ دھرم کی بیل خوب پھیلے پھولے پھیلے گی۔ زمین پر سونے کے پھول بہار دکھائیں گے۔ یہ باتیں پرمانی کی لیلا ہیں۔ جو ٹالے سے کبھی ٹل نہیں سکتیں۔ (سور ساگر)

سونے کے پھولوں سے انسانوں کی روحانی طاقت مراد ہے۔ کیونکہ سونا ہندو مسلمات کی رُو سے انسان کی روحانی طاقت سے استعارہ ہے۔

بحوالہ شت پتھ برہمن کانڈ ۱۲ پرپاٹھک ۹ برہمن ۱ کنڈکا ۲۔

اس سے ظاہر ہے کہ (۱) سمت ۱۹۰۰ بکرمی کے گذر جانے کے بعد سورج اور چاند کو ایک یوگ کے نتیجہ میں گرہن لگے گا۔ جبکہ نہکلنک کلنکی اوتار مبعوث ہو چکے ہونگے۔ اور ان کے ذریعہ روحانیات کا انتشار ہو رہا ہوگا۔

سکھ دھرم

گورو گرنتھ صاحب آدی میں لکھا ہے کہ مہاراج جب نہکلنک (کرشن اوتار) بن کر آئیں گے۔ تو اس وقت رَوی (سورج) اور اِندو (چاند) اس کا ساتھ دیں گے۔ یعنی سورج اور چاند کو گرہن لگے گا۔

مول شبد ”چڑھو دل رِو ندر جبو“ ہیں۔ اور جبو کے معنے جینتی یا نشان کے ہیں۔ جیوتش کی رُو سے شکل پکش میں تیرہویں آٹھویں اور تیسری تاریخوں میں یوگ اور کرشن پکش کی آٹھویں اگر روہنی نکشتر کے ساتھ ہو۔ اور آدھی رات سے پہلے اور کچھ بعد میں اس کی کوئی کلا ہو۔ تو اس کا نام جینتی ہو جاتا ہے۔ اسی یوگ میں کرشن دیو کا جنم ہوا تھا۔ (بید چندر کوش صفحہ ۲۱۱)۔ گویا شری کرشن جی یا ان کے مثیل کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے چاند۔ سورج گرہن آسمانی نشان کا وقوع میں آنا لازمی ہے۔ جب کہ چاند کو شکل پکش میں اور سورج کو کرشن پکش میں گرہن لگے گا۔

مہاتما سور داس کی پیشگوئی کے مطابق ایسا یوگ سمت ۱۹۰۰ گذر جانے کے بعد لازمی طور پر ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

(۱): ”میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اور وہی ہوں جس کا نبیوں نے وعدہ کیا ہے۔ میری نسبت اور میرے زمانے کی نسبت توریت، انجیل اور قرآن میں خبر موجود ہے کہ اس وقت آسمان پر خسوف و کسوف ہوگا۔ اور زمین پر سخت طاعون پڑے گی۔“

(دافع البلاء صفحہ ۱۸)

(۲):- ”میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے نہیں بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے۔ اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے۔ ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں۔ ...... میں ان گناہوں کے دور کرنے کے لئے جن سے زمین پُر ہو گئی ہے۔ جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں۔ ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں۔ جو ہندو مذہب کے اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا۔“

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۳)

بقیہ صفحہ (۱۲)

ایک تعویذ اور حفاظت کا ذریعہ ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا نبی ہی نبی تھا۔ اس کی بیویاں اور رشتہ دار سب اس پر نازل ہونے والی برکات سے کچھ نہ کچھ حصّہ لے گئے۔ یہ خدا کی سنت ہے کہ اسی طرح اس کے گہرے دوست بھی ان برکات سے حصّہ لیتے ہیں۔ یہ لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک حِصنِ حصین اور محفوظ قلعہ ہوتے ہیں۔ اور دُنیا اُن کی وجہ سے بہت سی بلاؤں اور آفات سے محفوظ رہتی ہے۔ یہ لوگ جو انبیاء کا قرب رکھتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے انبیاء اور اس کے قائم کردہ خلفاء سے دوسرے درجہ پر دُنیا پر امن و سکون کا موجب ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے دُعائیں کرنے والوں کے لئے فرشتے دُعا کرتے ہیں۔ یہ بات ظاہر ہی ہے کہ تم لوگوں کی دُعاؤں سے فرشتوں کی دُعائیں زیادہ سُنی جائیں گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

”یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہزاروں نشانوں کا چلتا پھرتا ریکارڈ تھے۔ نہ معلوم لوگوں نے کس حد تک ان ریکارڈوں کو محفوظ کیا ہے۔ مگر بہر حال خدا تعالیٰ کے ہزاروں نشانات کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ اور آپ کی زبان اور آپ کے کان اور آپ کے پاؤں وغیرہ کے ذریعہ ظاہر ہوئے ہیں..... (وہ دیکھتے ہیں) وہ نشانات ایسے حالات میں ظاہر ہوتے ہیں جو بالکل مخالف ہوتے ہیں۔ ......

پس ایک ایک صحابی جو فوت ہوتا ہے وہ ہمارے ریکارڈ کا ایک ایک رجسٹر ہوتا ہے۔ جسے ہم زمین میں دفن کر دیتے ہیں۔ اگر ہم نے ان رجسٹروں کی نقلیں کر لی ہیں تو یہ ہمارے لئے خوشی کا مقام ہے۔ اور اگر ہم نے ان کی نقلیں نہیں کیں تو یہ ہماری بد قسمتی کی علامت ہے۔“

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

(بقیہ صفحہ ۱۱) علیہ السلام کی بعثت کے ساتھ خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور خدا کے فضل سے ہماری جماعت میں اسلامی بیت المال کا قیام عمل میں آچکا ہے اسلئے زکوٰۃ کی رقم بیت المال میں جمع ہونا لازمی ہے نیز خلیفۂ وقت کی اجازت سے زکوٰۃ کی رقم مستحقین میں خرچ کی جاسکتی ہے اور یہی اسلامی روح ہے۔ اس لئے کسی فرد جماعت یا مقامی جماعت یا صوبائی نظام کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ صاحب نصاب افراد سے زکوٰۃ وصول کر کے اپنی مرضی سے خرچ کرے بلکہ اگر مقامی جماعت میں مستحقین ہوں تو انکی علیحدہ درخواست لکھ کر خلیفۂ وقت یا خلیفۂ وقت کی نمائندگی میں بیت المال مرکزیہ زکوٰۃ کمیٹی سے اجازت حاصل کر کے زکوٰۃ تقسیم کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان المبارک کے بابرکت ایام میں اس اہم فریضہ کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

فری آئی کیمپ (EYE CAMP) مجلس خدام الاحمدیہ بھارت قادیان

- ★ ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی تشریف آوری اور افتتاح۔
- ★ قادیان کے علاوہ ۱۱۸ دیہاتوں اور شہروں کے ۲۹۶۱ مریضوں کا چیک اپ۔
- ★ ۱۴۱ آنکھوں کے میجر آپریشن اور ۳۶ مائینر آپریشن۔
- ★ وسیع پیمانے پر اخبارات اور T.V پر تشہیر۔

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی زین الدین صاحب مہتمم تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو امسال یہ توفیق ملی ہے کہ پہلی بار ایک آئی کیمپ کا انعقاد کرے۔ چنانچہ اس کیمپ کا انعقاد ۲۱ر تا ۲۶ر فروری عمل میں لایا گیا۔ مورخہ ۲۲ر فروری کو اس کا باقاعدہ افتتاح ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور نے کیا۔

کیمپ کے متعلق وسیع تشہیر

کیمپ کے انعقاد کے سلسلہ میں ضابطہ کی کاروائی مکمل کئے جانے اور تاریخ معین ہونے پر قادیان اور مضافات قادیان میں وسیع پیمانے پر تشہیر کی گئی۔ شہر کے چاروں اطراف میں بڑے بڑے بینرز لگائے گئے اور اشتہار تقسیم کئے گئے۔ اس کے علاوہ جو خدام مضافات قادیان کے دیہاتوں میں بھی خدمات بجا لا رہے ہیں ان کے ذریعہ بھی اس کیمپ کی تشہیر ہوئی۔ شہر کے چیدہ چیدہ افراد کو بذریعہ دعوت نامہ مدعو کیا گیا۔ آئی کیمپ کے متعلق درج ذیل اخبارات نے خبریں دیں۔ اکالی پتریکا۔ جن ستا۔ اج دی آواز۔ ہند سماچار۔ جگ بانی۔ پنجاب کیسری۔ ویر پرتاپ۔ ملاپ اور انڈین ایکسپریس۔ اسی طرح ٹی وی نے بھی مورخہ ۲۲/۲ کو ۱۳۱۰ئے افتتاح کی خبر ٹیلی کاسٹ کی۔

تقسیم کار

کیمپ کے متعلقہ اُمور کی احسن رنگ میں ادائیگی کے لئے مختلف شعبہ جات قائم کئے گئے جن میں رجسٹریشن۔ رابطہ ڈاکٹرز، تبلیغ، پریس اینڈ پبلسٹی، بک اسٹال، تیاری طعام، تقسیم طعام۔ انتظامات صفائی ایوان خدمت، فراہمی عینک برائے مستحقین اور سکیورٹی کا شعبہ قابل ذکر ہے۔

ایوان خدمت میں وقار عمل

کیمپ کے چند دن قبل بذریعہ وقار عمل ایوان خدمت کی مکمل صفائی کی گئی۔ اور ہال، گیلری، دفاتر کے کمرے سب خالی کروا کر مریضوں کے لئے چارپائیاں بچھائی گئیں۔ اسی طرح ریڈنگ روم کو آپریشن تھیٹر میں تبدیل کیا گیا۔ اس صفائی کو دیکھ کر چیف میڈیکل آفیسر صاحب گورداسپور بہت خوش ہوئے۔

کیمپ کا رسمی افتتاح

اگرچہ معین تاریخ کے دو دن قبل ہی مریضوں کی سہولت کے لئے چیک آپ کا کام شروع کیا گیا تھا لیکن اس کا باقاعدہ افتتاح ۲۲ر فروری بروز جمعہ مقرر تھا۔ ٹھیک سوا گیارہ بجے جناب جے پال سنگھ صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور مع A.D.C صاحب، S.S.P صاحب اور دیگر معززین کے ہمراہ تشریف لائے۔ صدر انجمن احمدیہ کے عہدیداران اور خدام الاحمدیہ اور دیگر ذیلی تنظیموں کے عہدیداران نے مل کر پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق مہمان خصوصی کا خیر مقدم کیا۔ اور گل پوشی کی۔ اس کے بعد جناب D.C صاحب ایک جلوس کی شکل میں ایوان خدمت تشریف لے گئے جہاں آپ نے آئی کیمپ کا باقاعدہ افتتاح کیا۔ ایوان خدمت اس وقت ایک وسیع میڈیکل سنٹر کا سماں پیش کر رہا تھا۔ اسلامی اخلاق اور وقار سے مزین کر رہے تھے۔ مہمان خصوصی مختلف ڈیوٹیوں اور کام کو دیکھ کر بہت متأثر ہوئے۔ مریض لوگ اردگرد کے کیمپوں کو چھوڑ کر خاص طور پر جماعت احمدیہ کے کیمپ کی طرف آئے۔ جس سے ایوان خدمت میں کافی بھیڑ لگ گئی۔

جلسۂ عام

کیمپ کے رسمی افتتاح کے بعد تعلیم الاسلام ہائی اسکول کے احاطہ میں ایک جلسۂ عام کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں مہمان خصوصی کے علاوہ قادیان اور باہر سے آئے ہوئے غیر مسلم معززین جن میں لائنز کلب کے ممبران اور میونسپلٹی کے عہدیداران شامل تھے اور احباب جماعت شریک ہوئے۔ جلسے کا آغاز مکرم قاری نواب احمد صاحب مہتمم خدمت خلق کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ جس کا پنجابی ترجمہ مکرم مولوی عبدالرؤف صاحب قائمقام معتمد نے کیا۔ مکرم ریحان احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام سے

"یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی"

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ نظم کے بعد مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی قائمقام ناظر اعلیٰ نے آئی کیمپ کے انعقاد کا پس منظر بیان کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف کرایا۔ مکرم منصور احمد صاحب چیمہ نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔

جناب ڈی سی صاحب کو شہر کی مختلف ضرورتوں کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائی گئی۔

آپ کی تقریر کے بعد مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے مختصر تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں حجۃ الوداع کے مشہور خطبے کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے فرمایا اسلامی تعلیم ذات پات رنگ و نسل کی تفریق سے بالا تر ہے اور حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کی تعلیم کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ بلا تفریق مذہب و ملت سب کی خدمت کی جائے۔ آپ نے جماعت کے رفاہ عام کے کاموں کا خصوصی ذکر کیا۔ اور آخر میں تمام مہمانان کا شکریہ ادا کیا۔ اس موقعہ پر مکرم اشوک کمار کنڈرا سیکرٹری ہیلتھ پنجاب کو مدعو کیا گیا تھا۔ لیکن اچانک گورنر صاحب کے میٹنگ بلا لینے کی وجہ سے انہوں نے معذرت کر دی اور ٹیلیفون پر کیمپ کو کامیاب کرنے کے لئے شبھ کامنائیں بھجوائیں۔

گورنر پنجاب کا پیغام

اس موقعہ پر عزت مآب او۔پی ملہوترہ گورنر پنجاب کی طرف سے کیمپ کے انعقاد پر ایک پیغام موصول ہوا جسے مکرم جمیل احمد صاحب ناصر ناظر تعلیم نے حاضرین کو سنایا۔ اس کے بعد ضلع گورداسپور کے چیف میڈیکل آفیسر نے تقریر کی جس میں انہوں نے اس کیمپ کے انعقاد پر تمام افراد جماعت کا شکریہ ادا کیا اور جماعت کی خدمات کو سراہا۔

D.C صاحب کی تقریر

بعد ازاں جناب ڈی سی صاحب نے تقریر کی جس میں آپ نے قادیان کی DEVELOPMENT کے بارے مختلف منصوبوں کا اعلان کیا۔ اس تعلق میں آپ نے کہا کہ ایک شفاخانہ سڑکوں کی مرمت۔ ماحول کی صفائی شامل ہے۔ آپ نے جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہا۔

قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کا تحفہ

اس موقع پر شعبہ تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی طرف سے تیار کردہ تحفہ قرآن مجید انگریزی ترجمہ۔ اسلامی اصول کی فلاسفی وغیرہ مکرم ملک صلاح الدین صاحب قائمقام امیر مقامی نے ڈی سی صاحب کی خدمت میں پیش کیا جس کو انہوں نے خوشی سے قبول فرمایا۔

تواضع

جلسہ کے اختتام پر مہمان خصوصی۔ غیر مسلم معززین اور جماعتی عہدیداران کے لئے تواضع کا اہتمام مہمان خانہ میں کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ سارا انتظام بخیر و خوبی

اختتام پذیر ہوا۔

تبلیغ حق اور اشاعت

اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے کثیر تعداد میں آئے ہوئے لوگوں تک مؤثر رنگ میں احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔ لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ مختلف تقاریر۔ منظوم کلام بھی موقع محل کی مناسبت سے پیش کئے جاتے رہے اس کے علاوہ ایک خصوصی پمفلٹ "اکھاں دا نور لتے دل دا سرور" کے عنوان سے پنجابی میں تیار کیا گیا جو تقسیم کیا گیا۔ اس کے علاوہ دیگر لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔

مریضوں کی تعداد اور آپریشن کا انتظام

اعداد و شمار کے مطابق اس کیمپ میں کل ۲۴۶۱ مرد و زن نے استفادہ کیا۔ کل ۱۵۷ مریضوں کے آپریشن ہوئے جن میں سے ۱۲۱ میجر آپریشن ہوئے اور ۳۶ مائینر آپریشن ہوئے۔ اس سلسلہ میں ۷ ماہر ڈاکٹر صاحبان نے خدمات سر انجام دیں۔ علاوہ ازیں احمدی ڈاکٹر صاحبان جو مختلف دیہاتوں میں کام کر رہے ہیں نے دن رات مریضوں کی خدمت کی اور ہر طرح ان کے آرام کا خیال رکھا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

۱۱۹ دیہاتوں اور شہروں کی شمولیت

اس کیمپ سے علاقہ کے ۱۱۹ دیہاتوں اور شہروں کے مریضوں نے استفادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کیمپ ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ الحمد للہ

ایوان خدمت سے صبح و شام قرآن مجید کا درس پنجابی میں لاؤڈ سپیکر پر دیا جاتا رہا۔

مریضوں کو شام کی چائے کے علاوہ تین وقت کا کھانا دیا گیا۔ جو مریض اپنے ہمراہ بستر نہیں لائے تھے۔ انہیں بستر بھی مہیا کئے گئے۔ اس سلسلہ میں درج ذیل بھائیوں نے بطور منتظم ڈیوٹیاں سر انجام دیں۔

مکرم منصور احمد صاحب چیمہ۔ انچارج آئی کیمپ۔ مکرم قاری نواب احمد صاحب سیکرٹری تیاری طعام۔ مکرم رشید الدین صاحب پاشا منتظم تیاری طعام فراہمی چارپائی۔ مکرم ڈاکٹر سید لبشارت احمد صاحب فائینس۔ رجسٹریشن مکرم مولوی عبد الرؤف صاحب انتظامات ایوان خدمت۔ فراہمی بستر۔ مکرم ڈاکٹر شمس الدین صاحب انچارج عملہ ڈاکٹر صاحبان۔ مکرم مولوی زین الدین صاحب منتظم بک سٹال۔ لٹریچر۔ مکرم خواجہ بشیر احمد صاحب تقسیم طعام۔ مکرم قریشی انعام الحق صاحب فراہمی عینکیں۔ مکرم مجیب احمد صاحب اسلم تیاری پنڈال۔ مکرم مجید خان صاحب بیجے گارڈ۔ بینرز۔ مکرم لبشیر الشمس صاحب منتظم بجلی۔ مکرم مقبول احمد صاحب گھنوکے پریس۔

ان کے علاوہ اکثر خدام اور ڈاکٹر صاحبان نے نہایت محنت خلوص اور جانفشانی سے اپنی اپنی مفوضہ ڈیوٹیوں کو سر انجام دیا۔ سب کے نام لکھنے کی گنجائش تو نہیں لیکن سب کے لئے مجموعی طور پر عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

بعض قابل ذکر امور درج ذیل ہیں۔

(۱) :- مؤرخہ ۲۲ر فروری کو با جماعت نماز تہجد ادا کی گئی اور بعد نماز فجر بہشتی مقبرہ میں مکرم قائمقام امیر صاحب مقامی نے اجتماعی دعا کروائی اس طرح ایوان خدمت میں مریضوں کی شفا یابی کے لئے بھی دعا کروائی گئی۔

(۲) :- EYE CAMP میں کھانے کے انتظامات میں روزانہ شام کو گھروں سے روٹیاں فراہم کرنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ چنانچہ روزانہ کم و بیش سات سو روٹیاں مورخہ ۲۰ فروری سے ۲۶ تک گھروں سے خود پہنچائی جاتی رہیں۔

علاوہ ازیں بعض احباب نے نقدی کی صورت میں جنس کی صورت میں اور پھلوں سے تواضع کی اور اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

تأثرات

مکرم چیف میڈیکل آفیسر صاحب (C.M.O) گورداسپور نے صفائی و انتظامات کی بے حد تعریف کی اور اپنی تقریر میں خاص طور پر اس بات کا ذکر کیا کہ جماعت احمدیہ نے بے لوث خدمات سر انجام دی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ باقی لوگ فی ۱۰۰٪ روپیہ فی کیس گورنمنٹ سے حاصل کرتے ہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ یوتھ ونگ نے کسی قسم کی مانگ نہیں کی بلکہ اپنا بھرپور تعاون دیا ہے اس طرح مکرم D.C. گورداسپور نے کہا کہ میں نے بہت سے کیمپوں کا معائنہ کیا ہے۔ لیکن ایسا کیمپ ایسے انتظامات صفائی اور لوگوں کا اژدحام کہیں نہیں دیکھا۔

مریضوں کے تأثرات

اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے جو معمولی خدمات کا موقع ہمیں اس آئی کیمپ میں ملا۔ اللہ کے فضل سے لوگ بہت متأثر ہوئے چونکہ اکثر یہ مرض بڑھاپے میں ہوتا ہے۔ اس لئے بھی اکثر کے منہ سے بیٹا بیٹا کے الفاظ سنائی دیتے رہے۔ اور کہتے کہ آپ ہمارے گاؤں آئیں ہم بھی آپ کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔

★ بچوں اور نوجوانوں کی خدمات اور لگن کو دیکھ کر مریض بہت خوش تھے انہوں نے برملا اظہار کیا کہ ایسا انتظام اور پیار ہم نے کہیں نہیں دیکھا۔ اکثر نے کہا کہ ایسی توجہ بھائی تو ہمارے بچے بھی نہیں کر سکتے تھے۔

★ ایک مریض کے گھر سے بڑا بیٹا دیکھنے اور حال پوچھنے آیا۔ اس کو مریض نے کہا کہ ان لوگوں کی خدمات کے بعد تو ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں رہی۔

حالانکہ یہ پہلا موقع تھا اس لحاظ سے خامیوں کا ہونا بھی ایک ضروری امر تھا پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ہماری کم مائیگی کی لاج رکھی۔

قادیان کے ایک ہندو نے اپنی بیوی اور والد کا آپریشن بھی یہیں کروایا۔ ان سے دریافت کرنے پر کہ آپ کو یہ کیمپ کیسا لگا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رادھا سوامی (بیاس) والوں کا آئی کیمپ بھی دیکھا ہے وہاں بھی بڑا اچھا انتظام ہوتا ہے۔ کہا گیا کہ ہم آپ کے مشکور ہیں۔ کہ آپ نے ہمیں خدمت کا موقع دیا۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ کو باوجود علم ہونے کے کہ رادھا سوامی میں اچھا انتظام ہوتا ہے۔ یہاں اپنی بیوی اور والد صاحب کو کیوں داخل کیا ہے۔ اس پر ان کے چہرے پر ایک طویل خاموشی چھا گئی۔

اللہ تبارک تعالیٰ کے حضور دعا عاجزانہ ہے کہ وہ ہمیں مقبول و بہتر خدمات بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ۔

ادائے زکوٰۃ

اسلام نے زکوٰۃ کے ذریعہ ایک پُر امن معاشرہ کی بنیاد رکھی ہے جس پر عمل کرنے سے امیر اور غریب میں تفاوت نہیں رہتا۔ زکوٰۃ کے معنی یہ ہیں کہ پاک کرنا نشو نما دینا خوشحالی سے ہمکنار کرنا۔ اس لحاظ سے جو مسلمان خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا کی خاطر زکوٰۃ ادا کرتا ہے گویا وہ اپنے مال کو پاکیزہ اور طیب بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی برکتوں اور اس کی نعمتوں کا وارث بنتا ہے۔ جو قومیں ذخیرہ اندوزی اور مال جمع کرنے کی عادی ہیں وہ قومی ضرورتوں اور رفاہ عامہ کے کاموں میں کھلے دل سے خرچ کرنے سے ہچکچاتی ہیں تباہی اور بربادی ان کے دروازہ پر کھڑی ہوتی ہیں۔ فتنہ فساد اور بدامنی اس ملک کا نصیب بن چکا ہوتا ہے جس میں یہ بخیل قوم بستی ہے۔

ادائے زکوٰۃ کی اہمیت اس امر سے بخوبی واضح ہو جاتی ہے جب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ جو پہلا واقعہ پیش آیا وہ منکرین زکوٰۃ کا فتنہ تھا۔ اس نازک دور میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا تھا کہ "خدا کی قسم ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بکری کا بچہ آپ کو دیتا تھا اور مجھے نہ دے گا تو میں اس سے لڑوں گا"۔ اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ کے پاس اور پھر خلفاء راشدین کے پاس زکوٰۃ کی رقم جمع ہو کر قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق مستحقین میں تقسیم کی جاتی تھیں۔

چنانچہ اس زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود (باقی ملاحظہ فرمائیں ص ۱۶ پر)

درخواست ہائے دُعا

● ـــ مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب مبلغ سلسلہ تحریر فرماتے ہیں کہ محترم برادرم عبدالحمید صاحب کریم آف کلکتہ حال مقیم جاپان کی والدہ محترمہ کی آنکھ کا آپریشن کلکتہ میں ہو رہا ہے۔ احباب کرام سے آپریشن کی کامیابی اور کامل صحت کے لئے نیز محترم عبدالحمید صاحب کریم کی دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

● ـــ مکرم سید امداد علی صاحب معلم وقفِ جدید تحریر فرماتے ہیں کہ کشمیر کے احمدی کشمیر کے حالات کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ دُعاؤں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مزید دُعاؤں کی تحریک کرتے ہیں۔ دس روپے اعانتِ بدر میں ادا کرتے ہوئے مع اہل و عیال کشمیر گھر پہنچنے کے لئے اور بعارضہ نکسیر کمزوری اور کمی نیند سے فکرمند ہیں صحتِ کاملہ کے لئے درخواستِ دُعا کرتے ہیں ـــــ (ایڈیٹر)

● ـــ مکرم عبدالصمد خان صاحب نائب صدر جماعتِ احمدیہ گھریلو معاملات میں پریشان ہیں درخواستِ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر طرح کی پریشانی دُور فرمائے۔ (ایڈیٹر)

● ـــ مندرجہ ذیل افرادِ جماعت علاقہ پونچھ راجوری صوبہ جموں و کشمیر نے اعانتِ بدر میں حصہ لیا ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور نیک تمنائیں بر لائے۔ (مینیجر بدر)

مریم خانم۔ نثار احمد ساجد۔ بشرہ بیگم۔ صادقہ پروین۔ منور احمد تنویر۔ غلام بی۔ اطہر احمد۔ امۃ الکریم کوثر۔ محمد حفیظ۔ قلزم بیگم و شہناز اختر۔ رضیہ بیگم۔ عطیۃ المومن۔ عظمت خاتون۔ ریشم بی بی۔ عبدالکریم۔ نیاز احمد۔ عبدالشکور۔ محمد ایوب۔ عائشہ بیگم۔ نصرت بیگم۔ سلیمہ بیگم۔ بُشریٰ بیگم۔ شبیر احمد شاکر۔ محمد شفیع۔ عبدالباسط و عبدالہادی۔ سُہیل احمد۔ انیس احمد طاہر۔ امۃ الحمید۔ زیتون بیگم و نسیم اختر۔ شبنم کوثر۔ احمد حسین و صدام حسین۔ نصرت بیگم۔ اشفاق احمد و ناہید اختر۔ صاحبزادی امۃ الواسع۔ محمد یعقوب۔ ماسٹر محمد افضل و فوزیہ بیگم و ظہیرہ کلثوم۔ لقمان احمد۔ رضوانہ کوثر۔ محمد افضل۔ عبدالحق۔ محمود احمد بھٹی۔ مبارک احمد۔ مقصود احمد۔ منصور احمد۔ امیروز احمد۔ محمد طاہر۔ سفیر احمد۔ لعل دین۔ اکبر دین۔ موتیاں بیگم۔ محمد اسلم۔ محمد منشی۔ مبارک احمد۔ شمس الدین۔ ڈاکٹر منیر حسین۔ محمد یعقوب۔ خلیل احمد۔

دُعائے مغفرت

پاکستان ربوہ میں میرے تایازاد بڑے بھائی منور احمد صاحب بھٹی مرحوم کا ۲۰ فروری کو انتقال اچانک دِل کے حملہ سے ہوگیا ہے۔ اِنّا للہ و اِنّا اِلیہ راجعون۔ مرحوم نے اپنے پیچھے ایک لڑکی دو بیٹے۔ بیوی اور والدین چھوڑے ہیں۔ اُن کے جملہ پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا ہونے کے لئے قارئینِ بدر سے دُعا کی درخواست ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

خاکسار:- انور احمد شاہد دہلی۔

لکش دیپ میں احمدیہ لائبریری جلادی گئی!

احمدیہ مسلم مشنری مکرم مولوی جمال الدین صاحب کلپینی (لکش دیپ) سے تحریر فرماتے ہیں کہ ۲۴ مارچ ۸۹ء کو یہاں صدسالہ جشنِ تشکر کے موقعہ پر احمدیہ لائبریری کا اِفتتاح کیا گیا تھا وہ گزشتہ دسمبر میں نامعلوم شرپسندوں نے جلادی ہے۔ لکش دیپ کے ایڈمنسٹریٹر اگروال صاحب اور ایس۔ پی صاحب کو تاریں دی گئیں۔ ایف۔ آئی۔ آر درج کروا دی ہے۔ شرپسندوں کی تلاش جاری ہے۔ تقریباً چالیس ہزار روپے کا نقصان ہوا ہے۔ جماعتِ احمدیہ کے حالیہ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ ایک ماہ تک مرمت کر کے پہلے سے بھی زیادہ وسعت کے ساتھ احمدیہ لائبریری تعمیر کی جائے گی۔ تلافی مافات کے لئے درخواستِ دُعا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی ہدایت کے سامان فرمادے۔ آمین۔

تقریبِ شادی و درخواستِ دُعا

خاکسار کے چھوٹے بھائی عزیزم مکرم طاہر احمد صاحب گجراتی ایم ایس سی اسسٹنٹ پروفیسر تھاپر انسٹی ٹیوٹ اینڈ ٹیکنالوجی مقیم پٹیالہ پنجاب ابن مکرم ظہور احمد صاحب گجراتی درویش قادیان کی تقریبِ شادی مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۹۱ء بروز جمعۃ المبارک مکرم سید محمد خورشید عالم صاحب ڈپٹی کلیکٹر آف بھاگلپور کی صاحبزادی عزیزہ شاکرہ بیگم صاحبہ کے ہمراہ ہوئی ہے۔ دعوتِ ولیمہ مسجد احمدیہ ناصر آباد قادیان میں ہوئی۔ جس میں پانچ صد افراد مرد و زن نے شرکت کی۔ واضح رہے کہ عزیز موصوف کا نکاح قبل ازیں مورخہ ۲۹ دسمبر ۹۰ء کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مسجد اقصیٰ قادیان میں پڑھایا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس شادی کو ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بہ ثمراتِ حسنہ بنائے۔ آمین

خاکسار:- منظور احمد گجراتی وکیل الاعلیٰ تحریکِ جدید قادیان۔

اعلانِ نکاح و شادی

خاکسار کے بیٹے عزیزم سید عبدالنعیم اعجاز سلمہ اللہ تعالیٰ کا اعلانِ نکاح عزیزہ شمیم پروین بنت مکرم نور محمد صاحب ساکن مُسکرہ۔ ہمیر پور (یو۔ پی) کے ساتھ مورخہ ۶ فروری ۱۹۹۱ء کو بعوض حقِ مہر مبلغ دس ہزار ایک (۱۰۰۰۱/-) روپے پر مکرم مولوی نسیم احمد صاحب طاہر مبلغ سلسلہ بنارس نے کیا۔ اور احسن رنگ میں حقوق و فرائضِ زوجین پر روشنی ڈالی۔ بعدہٗ اجتماعی دُعا کی گئی۔ حسبِ پروگرام اگلے دن مورخہ ۷ فروری کو تقریبِ رخصتانہ عمل میں آئی اور مورخہ ۹ فروری ۹۱ء کو خاکسار نے بنارس میں اپنے بیٹے کی دعوتِ ولیمہ میں پانچ صد افراد مرد و زن احبابِ جماعت اور غیر از جماعت نیز غیر مسلموں کو مدعو کیا۔ اِس خوشی کے موقعہ پر اعانتِ بدر کے لئے پچیس (۲۵) روپے ادا کئے۔ رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔

خاکسار:- سید عبدالمصور ساکن مدنپورہ۔ بنارس کینٹ۔

آل مہاراشٹر کانفرنس عثمان آباد

قارئین کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اِمسال آل مہاراشٹر کانفرنس اِنشاء اللہ عثمان آباد میں ہوگی۔ مورخہ ۱۰ مئی بروز جمعۃ المبارک مہاراشٹر کی پہلی مسجد احمدیہ کا اِفتتاح ہوگا۔ اور ۱۱، ۱۲ مئی دو دِن کانفرنس ہوگی۔ اِس موقعہ پر ایک ہفتہ کے لئے کُتب کی نمائش بھی لگائی جائے گی ـــ احبابِ جماعت مہاراشٹر اور دیگر قارئین سے کانفرنس میں شرکت کی درخواست ہے۔

اِس تعلق میں خط و کتابت صدر اِستقبالیہ مکرم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب عثمان آباد سے درج ذیل پتہ پر کریں:-

DR. BASHARAT AHMAD, TAHIR BLOCK.
KHIRNI MALLA, OSMANABAD - 413501.
(MAHARASHTRA)

خاکسار:- غلام محمود احمد (رائچوری)
امیر جماعتِ احمدیہ بمبئی

رپورٹ جلسہ یومِ مُصلح موعود رضی اللہ عنہٗ

مورخہ ۲۰ فروری بروز بدھ لجنہ اماء اللہ قادیان کے زیرِ انتظام جلسہ یومِ مصلح موعودؓ کا انعقاد کیا گیا۔ اِس سے پہلے مورخہ ۱۹ فروری کو لجنہ و ناصرات کے دِلچسپ و ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ یہ مقابلہ جات لائبریری بیت النُّصرت میں منعقد کئے گئے۔ مقابلہ جات میں حصہ لینے والی تمام ممبرات میں شیرینی بھی تقسیم کی گئی۔

۲۰ فروری کو جلسہ یومِ مصلح موعودؓ کی صدارت محترمہ معراج سُلطانہ صاحبہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ قادیان نے کی۔ پروگرام کا آغاز عزیزہ زبیدہ پروین کی تلاوتِ قرآنِ کریم و ترجمہ سے ہُوا۔ بعدہٗ محترمہ سُہیلہ فرید صاحبہ نے حضرت مصلح موعودؓ کا منظوم کلام "بڑھتی رہے خُدا کی محبت خُدا کرے" خوش الحانی سے پڑھ کر سُنایا۔ ازاں بعد لجنہ و ناصرات کی ممبرات نے پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

محترمہ امۃ الحسیب صاحبہ نے زیرِ عنوان "پیشگوئی مُصلح موعودؓ کا پس منظر" تقریر کی۔ بعدہٗ محترمہ طاہرہ تنویر صاحبہ نے تقریر کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا "حضرت مُصلح موعودؓ اور خدمتِ قرآن" ـــ "حضرت مُصلح موعودؓ کا عشقِ رسُول" حضرت مُصلح موعودؓ کی سیرت کے اس پہلو پر محترمہ راشدہ مرزا صاحبہ نے تقریر کی۔ ازاں بعد محترمہ امۃ الہادی شیریں صاحبہ نے نظم "اے فضلِ عمرؓ تیرے اوصافِ کریمانہ" پیش کر کے حاضرات کو محظوظ کیا۔

اِس کے علاوہ سوال و جواب کا دِلچسپ پروگرام ہُوا۔ اس میں لجنہ و ناصرات کی ممبرات نے حصہ لیا۔ صحیح جوابات دینے والی ممبرات کو انعام دیئے گئے۔ لجنہ اماء اللہ کے علاوہ ناصرات کی بچیوں نے بھی پروگرام میں حصہ لیا۔

عزیزہ امۃ الباسط بُشریٰ نے "حضرت مُصلح موعودؓ کا عشقِ الٰہی" کے عنوان پر تقریر کی۔ بعدہٗ عزیزہ راشدہ تنویر نے حضرت مُصلح موعودؓ کی یاد میں نظم "اے مثیلِ مسیح الزماں ہو کہاں" خوش الحانی سے پڑھی۔ ازاں بعد عزیزہ شاہدہ مبارکہ نے بعنوان "حضرت مُصلح موعودؓ کی بابرکت تحریک وقفِ جدید" تقریر کی۔ "حضرت مُصلح موعودؓ کا عظیم الشان کارنامہ تحریکِ جدید" اِس عنوان پر عزیزہ سوسن قدیر گوہر نے تقریر کی۔

آخر میں محترمہ صدر صاحبہ نے مستورات سے خطاب کیا۔ آپ نے حضرت مُصلح موعودؓ کی روزمرّہ زندگی کے چند واقعات پیش کئے۔ پروگرام کے آخر میں محترمہ صدر صاحبہ نے اجتماعی دُعا کروائی۔

دورانِ پروگرام نصرت گرلز سکول کی ایک ہندو طالبہ ریکھا نے حضرت مُصلح موعودؓ کا منظوم کلام "محمدؐ پہ ہماری جاں فدا ہے" خوش الحانی سے پڑھ کر سُنایا۔

خاکسار:- امۃ الرؤف۔ رپورٹر لجنہ اماء اللہ بھارت۔ قادیان۔

مدرسہ احمدیہ قادیان کا دُوسرا سالانہ ٹورنامنٹ

منعقدہ ۱۷ر تا ۲۰ر فروری ۱۹۹۱ء

رپورٹ مرتبہ:- مکرم مولوی قریشی محمد فضل اللہ صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ گزشتہ سال سے محترم ناظر صاحب خدمتِ درویشان کی خصوصی ہدایات و راہنمائی کے پیشِ نظر مدرسہ احمدیہ قادیان کا سالانہ ٹورنامنٹ منعقد کیا جا رہا ہے۔ جس کی غرض و غایت طلباء میں مسابقت کی رُوح پیدا کرنا اور ان کی علمی و جسمانی صلاحیتوں کو اُجاگر کرنا ہے۔ اس غرض سے ایک مستقل چار ممبری کمیٹی بھی تشکیل دی گئی ہے جو یہ پروگرام مرتب کر کے عملی جامہ پہناتی ہے۔ اسی طرح طلباء مدرسہ احمدیہ کو چار گروپ دیانت۔ ذہانت۔ کرامت اور شرافت میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ان کے نگران اساتذہ کرام سارا سال نگرانی کرتے اور طلباء کو تیاری کرواتے ہیں۔

افتتاحی پروگرام

امسال کا افتتاحی پروگرام زیرِ صدارت محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان، مدرسہ احمدیہ کے ہال میں بتاریخ ۱۷ر فروری ۹۱ء شروع ہُوا۔ صدرِ محترم کے ساتھ ہی محترم منیر احمد صاحب حافظ آبادی قائم مقام ناظر اعلیٰ اور محترم جمیل احمد صاحب ناصر ناظر تعلیم مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے رونق افروز ہُوئے۔

کارروائی کا آغاز صبح ۹-۴۵ بجے پر مکرم قاری نواب احمد صاحب گنگوہی مدرس مدرسہ احمدیہ کی تلاوتِ قرآن کریم سے ہُوا۔ بعدہٗ عزیز عطاء اللہ ناصر صاحب نے سیدنا حضرت مُصلح موعودؓ کا منظوم کلام خوش الحانی سے سُنایا۔

سب سے پہلے محترم قائم مقام ناظر صاحب اعلیٰ نے خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم ایک الٰہی جماعت ہیں جو ایک نظام کے ساتھ وابستہ ہے۔ جس کی سربراہی خلیفۂ وقت کرتے ہیں۔ اِسی طرح ہمارے طلباء کو پڑھائی اور کھیل میں بھی نظام کے مطابق کام کرنا ہے۔ اور ہم کو اپنے ہر دو پہلوؤں کو مضبوطی سے چلانا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مَیں خوش ہوں کہ انتظامیہ فکرمند ہے کہ طلباء تعلیم کے ساتھ کھیلوں میں بھی حصہ لیں۔ اور ان میں ہونے والے مقابلے جیت کر زندگی کے باقی مقابلے جیتنے کی مشق بھی کریں۔ آپ نے مثال دیتے ہوئے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ مومن کو ہر طرح سے چوکس و ہوشیار رہنا چاہیئے، یہ ٹریننگ بھی دورانِ تعلیم ہی حاصل کرنی ہے۔ اور اپنے اندر جوش و ولولہ پیدا کرتے ہُوئے ہر لحاظ سے اپنے آپ کو قابل بنانا ہے۔

محترم ناظر صاحب تعلیم نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ پروگرام دیکھ کر خاکسار خوشی محسوس کر رہا ہے کہ ایک عرصہ سے جو کمی محسوس ہو رہی تھی تعلیم کے ساتھ ساتھ اس کی طرف بھی توجہ دی جا رہی ہے۔ پڑھائی سے ہٹ کر سال میں ایک بار ضرور ایسے پروگرام بنانے چاہئیں جس کے بہت سے فوائد ہیں۔ اگر انسان صرف کتابی کیڑا بنا رہے تو یہ اس کے جسم و دماغ کے لئے مُضر ہے۔ ٹورنامنٹ سے انسان کی پوشیدہ صلاحیتیں چمکتی ہیں اور طالب علم کی صلاحیتوں کا پتہ چلتا ہے۔ اس کا انتظام کرنے پر مَیں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔

آخر پر محترم ہیڈ ماسٹر صاحب نے فرمایا کہ اس ٹورنامنٹ کے انعقاد میں محترم ناظر صاحب خدمتِ درویشان کے مفید مشورے اور ہدایات کارفرما ہیں۔ انہوں نے اس طرف توجہ دلائی ہے اور اس کے لئے بجٹ بھی عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس ٹورنامنٹ کا مقصد یہی ہے کہ طلباء کو اچھے صحت مند جسم کے ساتھ علمی لحاظ سے بھی ترقی کی جانب بڑھایا جائے۔ اور یہ تبھی ممکن ہے جبکہ طلباء اور اساتذہ کرام اپنے آپ کو پورا ذمہ دار سمجھیں اور ہم میں سے ہر فرد یہی سمجھے کہ ہر مشکل کا مقابلہ مَیں نے ہی کرنا ہے۔ اور ہم لوگوں پر جو جماعت کے مبلغ کی حیثیت سے تیار ہو رہے ہیں بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ہم نے ساری دُنیا میں اسلام کا پیغام پہنچانا ہے۔ اور لوگوں کو راہِ راست پر لانا ہے۔ یہ ایک وسیع اور کُھلا میدان ہے۔ اِس ٹورنامنٹ سے مقابلوں میں مسابقت کی رُوح پیدا ہوگی۔ جب تک ایک دُوسرے سے آگے بڑھنے کی رُوح نہ ہو ہم صحیح رنگ میں ترقی نہیں کر سکتے۔ اب یہ دُوسرا سال ہے اِس دائرے کو وسیع تر کرتے ہوئے دوسرے سکولوں کے ساتھ مقابلے کرنے ہیں اس کے لئے اپنی ٹیمیں مضبوط کرنی ہیں۔ تبھی ایسا ممکن ہے۔ آخر پر آپ نے مہمانانِ کرام کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اپنی قیمتی نصائح سے نوازتے ہوئے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔

علمی و ورزشی مقابلہ جات

تینوں روز صبح ۹-۳۰ بجے سے دوپہر ایک بجے تک درجِ ذیل علمی مقابلہ جات ہوتے رہے حُسنِ قرأت۔ فی البدیہہ تقاریر۔ بیت بازی۔ نظم خوانی۔ مقابلہ تقاریر۔ معلوماتِ عامہ (QUIZ)۔ اور بعد دوپہر احمدیہ گراؤنڈ میں درجِ ذیل ورزشی مقابلہ جات ہوئے:- جیولن تھرو۔ نیشنل کبڈی۔ فٹ بال۔ دوڑ سَو میٹر۔ ڈِسکس تھرو۔ دوڑ چار سو میٹر۔ والی بال۔ لانگ جمپ۔ دوڑ ۱۵۰۰ میٹر۔ رسّہ کشی۔

تقسیم انعامات و دُعا

مورخہ ۲۰ر فروری ۹۱ء کو تین بجے ٹورنامنٹ کی اختتامی تقریب زیرِ صدارت محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے قائم مقام امیر جماعتِ احمدیہ قادیان منعقد ہوئی۔ تلاوتِ قرآنِ مجید عزیز حافظ مخدوم شریف صاحب نے کی۔ عزیز سلطان صلاح الدین کبیر صاحب کی نظم خوانی کے بعد مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم نے ٹورنامنٹ میں تعاون کرنے والے احباب و افراد کا شکریہ ادا کیا۔

بعد ازاں محترم صدرِ اجلاس نے نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء میں انعامات تقسیم فرمائے۔ اور قیمتی نصائح سے نوازا۔ بعدہٗ محترم ہیڈ ماسٹر صاحب نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے مدرسہ احمدیہ کے قیام کی اغراض کو بطورِ خاص پُورا کرنے کی طرف توجہ دلائی، کہ ہم نے دین اور دنیا دونوں میں توازن پیدا کر کے دین کو دُنیا پر مقدم رکھنا ہے اور ہماری مسابقت کی رُوح نیکی اور تقویٰ پر مبنی ہونی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

دُعا کے بعد یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ آخر پر تمام اساتذہ کرام اور طلباء مدرسہ احمدیہ اور مدعو احباب کی تواضع چائے اور دیگر لوازمات سے کی گئی۔ ❊

وِلادت

مکرم ڈاکٹر محمد عبد الرزاق صاحب سلّمہٗ آف حیدر آباد کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۹ر ۹۱ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام "شہباز حسن" تجویز کیا گیا ہے۔ نومولود محترم سیٹھ محمد عبد الحی صاحب مرحوم آف یادگیر کا پڑپوتا اور مکرم سیٹھ محمد اسماعیل صاحب امیر جماعت چنتہ کنٹہ کا پڑنواسہ اور مکرم سیٹھ محمد بشیر الدین صاحب ابن مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت حیدر آباد کا نواسہ ہے۔ مکرم سیٹھ عبد الصمد صاحب اور ڈاکٹر عبد الرزاق صاحب کی والدہ رضیہ بیگم صاحبہ نے اس خوشی میں اعانتِ بدر میں ۵۲/- روپے ادا کرتے ہوئے احبابِ جماعت سے نومولود کے نیک و صالح اور خادمِ دین بننے کے لئے دعا کی درخواست کی ہے۔

(ایڈیٹر بدر)

SUPER INTERNATIONAL
PHONE NO:-
OFF. 6348179.
RESI. 6233389.
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD,
(ANDHERI EAST) BOMBAY - 800099.

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
۱۶- میننگو لین - کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

ارشادِ نبویؐ
اِطعْ اَبَاکَ
(ترجمہ)
اپنے باپ کی اِطاعت کر

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں"
(کشتی نوح)
NIR®
CALCUTTA-15.
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جُوتے۔

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
YUBA
QUALITY FOOT WEAR
بانی پولیمرز - کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:- ۵۲۰۶ - ۵۱۳۷ - ۴۰۲۸ - ۴۳